طلب علم ہو تو یوں ہو ورنہ زحمت نہ فرمایئے

مورخ اسلام علامہ امام ذہبی فرماتے ہیں: حافظ (حدیث) کو جن امور کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ وہ متقی ہو، ذہین ہو، نحوی ہو (یعنی عربی قواعد کا جاننے والا ہو)، لغوی ہو (یعنی عربی الفاظ کے معانی کا عالم ہو)، پاکباز ہو، حیادار ہو، سلفی ہو (یعنی خلفی نہ ہو)، اتنا کافی ہے کہ اپنے ہاتھ سے دوسو مجلدات لکھے، اور معتبر دواوین (کتابوں) سے پانچ سو جلدوں کی تحصیل کرے، اور خالص نیت اور تواضع کے ساتھ مرنے تک حصول علم میں سستی نہ کرے، ورنہ زحمت نہ فرمائے۔

(سیر أعلام النبلاء: ۱۳/ ۳۸۰)

بدل اشتراک......فی شمارہ: 15 روپے • سالانہ: 150 روپے

پتہ

دفتر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی ۱۴-۱۵، چونا والا کمپاؤنڈ، مقابل بیسٹ بس ڈپو۔ ایل. بی. ایس مارگ، کرلا ویسٹ ممبئی-۷۰

Office Subai Jamiat Ahlehadees Mumbai
14-15,Chunawala Compound, Opp.BEST Bus Depot,L.B.S. Marg,Kurla(w)Mumbai-70
فون:022-26520077 فیکس:022-26520066 email : ahlehadeesmumbai@gmail.com

نگارشات

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں ہے۔

حلقۂ قرآن

درس قرآن

● ابوسلمان بستوی

مومنین کا ایک وصف یہ ہے کہ جب اللہ کی آیتیں ان پر تلاوت کی جاتی ہیں تو ان کے ایمان میں زیادتی پیدا ہوتی ہے ایک مثال ملاحظہ فرمائیں:

جب داعیٔ نبوت کی دعوت وتحریک مکہ میں زور پکڑ رہی تھی اور کفار مکہ پوری قوت سے اس تحریک کو دبا دینا چاہتے تھے حق وباطل کے درمیان کشمکش جاری تھی کفار اپنی ناکامی پر حیران وپریشان تھے جب کامیابی نظر نہ آئی تو ایک دن حضرت عمر فاروقؓ نے تلوار میان سے باہر نکالی اس عزم مصمم کے ساتھ کہ آج اس جھگڑے کا خاتمہ ہی کر دیا جائے جوش میں بھپرے جذبات سے مشتعل چلے جارہے تھے اسی دوران نعیم نامی صحابیؓ سے آمنا سامنا ہوگیا صحابی نے ارادہ پوچھا بھانپ گئے معاملے کی سنگینی دیکھی، کہا پہلے اپنے گھر کی خبر لو، تمہارے بہن، بہنوئی مسلمان ہوچکے ہیں، یہ سننا تھا کہ فرط غضب میں بہن کے گھر کی طرف پلٹ گئے دروازہ پر دستک دی غضب ونفرت سے ملی جلی گرجدار آواز گھر میں گونج اٹھی بہن، بہنوئی حضرت خبابؓ سے قرآن پڑھ رہے تھے حضرت خبابؓ خوف کے مارے روپوش ہوگئے بہن نے دروازہ کھولا گھر میں داخل ہوئے گرج کر بولے تم دونوں مسلمان ہوچکے ہو؟ آباء واجداد کا دین تم نے چھوڑ دیا؟ آخر بہن بہنوئی کو بری طرح مارا جب مار کر تھک چکے تو کہا لاؤ وہ قرآن دکھاؤ جس کو تم پڑھ رہے تھے، بہن نے کہا اگر اس کتاب کو پڑھنا ہے تو غسل کر کے پاک وصاف ہوکر آؤ، بہن کی جرأت آمیز گفتگو سن کر عمر سکتے میں آگئے اور حیرت واستعجاب کے عالم میں بہن کا منہ تکنے لگے، بہرکیف تھوڑے سے تامل کے بعد غسل کیا۔ حفیظ جالندھریؒ نے لکھا:

اٹھے اور غسل کر کے لے لیا قرآن ہاتھوں میں
بھلی ساعت میں آئی دولتِ ایماں ہاتھوں میں

صحیفۂ مقدس سامنے کھلا ہے پڑھ کر زار وقطار روئے چلے جارہے ہیں ان کی دنیا بدل گئی، (**سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۱**) (**امنوا باالله ورسوله**) پر پہنچے تو دل میں ایمان کا داعیہ پیدا ہوا۔

زقرآں بازخواں اہل نظر را، زشام ماہروں آورسحرا
تومیدانی کہ سوزِ قرأت تو، دگرگوں کرد تقدیر عمر را

فضل بن عیاض اپنے زمانہ کے مشہور قزاق (ڈاکو) تھے ایک دفعہ ایک گھر میں ڈاکہ ڈالنے کی غرض سے چڑھے اوپر سے آواز آرہی تھی کوئی صاحب قرآن بڑی دلسوزی سے پڑھ رہے تھے (**اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ**) (**الحدید: ۱۶**) کیا مومنوں کے لئے ابھی وقت نہیں آیا ہے کہ ان کے دل اللہ کے ذکر سے اور جو سچی

کتاب اللہ کے یہاں سے اتری ہے اس کے پڑھنے سے کانپ جائیں یہ سنتے ہی ان کے دل پر رقت طاری ہوئی اور انہوں نے کہا ہاں وہ وقت آچکا ہے اب وہ وقت آچکا ہے معاصی سے توبہ کر کے اللہ کے نیک بندے بن گئے۔

آیات الٰہی کے سننے سے ایمان ویقین میں تازگی وپختگی پیدا ہوتی ہے۔

جب نبی کریم ﷺ نے داعی اجل کو لبیک کہا اس وقت حضرت عمرؓ کی حالت ایسی ہوگئی کہ کہا اگر کوئی کہے گا کہ رسول ﷺ اس دنیا سے رخصت ہوگئے تو میں اس کی گردن ماردوں گا، حضرت ابوبکرؓ نے مسجدِ نبوی کے منبر پر کھڑے ہوکر برجستہ یہ آیت کریمہ تلاوت کی:

(وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡىِٕنْ مَّاتَ)(آل عمران:۱۴۴)

قرآن کریم سنا تلوار میان میں آگئی۔

(اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا)(انفال:۲)

تلاوت قرآن وسماع سے بحث ونزاع ختم اور لوگوں کے مسائل پر ایمان ویقین کی پوری پوری روشنی ملتی ہے۔

ابھی رمضان المبارک رخصت ہوئے زیادہ دن نہیں گذرا ہے مشاہدے میں یہ بات آتی ہے کہ لوگوں میں تلاوت قرآن کریم کا جوجذبہ موجزن وکارفرما تھا وہ مفقود ہوتا نظر آرہا ہے یہ بڑے افسوس کی بات ہے یہ کتاب وہ کتاب ہے جو بلاکسی تخصیص ایام کے پڑھی جانے والی ہے ہمہ وقت اس پر غور وفکر کی ضرورت ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کے گھروں سے کسی گھر میں لوگ جمع ہوکر اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کو اس کا درس دیتے ہیں تو اس پر سکینت نازل ہوتی ہے رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ ان کا تذکرہ ان فرشتوں کے روبرو کرتا ہے، جو اس کے پاس موجود ہوتے ہیں۔ **(صحیح مسلم، الذکر، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن وعلی الذکر)**

یہ حدیث ان عظیم بشارتوں میں سے ایک ہے جن کی خوش خبری نبی اکرم ﷺ نے ان لوگوں کو دی جو قرآن کریم کی تلاوت اور آپس میں ایک دوسرے کو اس کی تعلیم دینے کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں اس اجر وثواب میں اس اعتبار سے کوئی فرق نہیں کہ ان کا اجتماع مسجد میں ہو یا اس کے باہر کسی مدرسے یا گھر میں ہو، جو شخص بھی اس مبارک مجلس میں حاضر ہوتا ہے وہ عظیم انعامات سے نوازا جاتا ہے، نزول سکینت، رحمت کا ڈھانپنا، فرشتوں کا گھیرنا، اللہ تعالیٰ کا اپنے ہم مجلس فرشتوں میں تذکرہ کرنا، اس سے زیادہ عزت عظمت، مرتبہ اور کیا ہوسکتا ہے کہ اللہ اپنے فقیر ضعیف اور ناتواں بندے کا تذکرۂ خیر اپنے قریب موجود معزز فرشتوں کی محفل میں فرمائے، اس شخص پر تعجب ہوتا ہے جو اتنے فضائل کے باوجود قرآن کی مجالس میں نہ جائے اور سستی اور کسل مندی کا مظاہرہ کرے اللہ تلاوت قرآن کی توفیق بخشے۔

☆ ☆ ☆

اداریہ

فکر فردا کے لئے کچھ باتیں حاضر کی

● محمد مقیم فیضی

الحمدللہ ۳۰/اگست بروز اتوار بمقام حج ہاؤس ممبئی منعقد ہونے والی صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کی ''عظمت حرمین شریفین وحج تربیتی کانفرنس'' کامیابی کے ساتھ اختتام کو پہنچی اور ہمارے لئے بہت سی حوصلہ افزائیاں، یادیں، فکر مندیاں اور نصیحتیں چھوڑ گئی یہ کانفرنس اپنے حجم کے اعتبار سے بہت بڑی تو نہیں تھی مگر پھر بھی اس نے مہینے بھر پیشتر کی منصوبہ بندی اورعشرہ کاملہ کی جہد مسلسل اور تگ ودو کے بعد اللہ کے فضل سے کامیابی کا منہ دیکھا، اس کے لئے جہاں مولانا عبدالسلام صاحب سلفی امیر جمعیت قابل ستائش ہیں وہیں جمعیت کے کارندے جناب عبدالآخر کی کاوشیں اور مجہودات بھی کم قابل شکر نہیں ہیں، جب درجہ بدرجہ مختلف توانائیاں مجتمع ہوتی ہیں تب کہیں جا کر کوئی منصوبہ پایۂ تکمیل تک پہنچتا ہے، اکیلا چنا بھاڑ نہیں پھوڑ سکتا ہے، جماعت فرد سے بنتی ہے اور کوئی فرد خواہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو وہ جماعت کا روح رواں تو ہوسکتا ہے مگر تنہا جماعت نہیں ہوسکتا ہے، اس چھوٹی سی کانفرنس کی مثال سامنے رکھئے اور دیکھئے کہ صوبائی جمعیت کا پورا اسٹاف مولانا عنایت اللہ صاحب مدنی، برادر ضیاء الدین خان، مولانا ایوب سلفی، برادر محمد شعیب الرحمٰن (کمپیوٹر آپریٹر)، جمعیت کے رکن مجلس عاملہ وشوری اور اسٹاف سے باہر برادر مقصود حسین صاحب، کنوینر کانفرنس مولانا عبدالجلیل انصاری صاحب، مولانا عبدالحکیم مدنی صاحب، مومن پورہ کے احباب جماعت، ریاض دانا والا صاحب، مولانا اسلم صیاد صاحب اور دیگر بہت سے نوجوان، جو ہمہ وقت رضا کارانہ خدمات کے لئے تیار اور اس کے لئے کافی تجربہ کار اور دوسرے محلے کے نوجوانوں کے لئے ایک عمدہ نمونہ ہیں، ضلعی جمعیات کے سب تو نہیں مگر متعدد امراء ونظماء (بھیونڈی جمعیت کے امیر جناب عبدالحمید خان صاحب اور ناظم مولانا مطیع الحق صاحب وغیرہ نے تو جمعیت کی طرف سے حج ہاؤس کے لئے بسوں کا بھی انتظام کردیا تھا) ٹرسٹیان مساجد، ائمہ کرام، کانفرنس کو خطاب کرنے والے فضلائے گرامی شیخ ظفر الحسن مدنی، قاری نجم الحسن فیضی، ڈاکٹر عبیدالرحمان مدنی، شیخ عنایت اللہ مدنی، شیخ عبدالجلیل مکی، نوجوان فاضل جناب مولوی ابوزید ضمیر صاحب، شیخ انصار زبیر محمدی، کانفرنس کی رپورٹنگ کرنے والے صحافی نیز جماعت کے ہونہار فضلاء شیخ عاطف سنابلی، شیخ شعبان بیدار صفوی، شیخ عبدالحکیم مدنی، کانفرنس میں شرکت کرنے والے حضرات وخواتین کی بھاری تعداد گجرات اور مالیگاؤں تک سے آنے والے مہمانان گرامی مثلاً ڈاکٹر سعید احمد فیضی امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث مہاراشٹر وغیرہ جب اتنی ساری تمنائیں، دعائیں، توانائیاں اور کاوشیں مجتمع ہوئیں تب جاکے ایک کانفرنس کامیابی سے ہمکنار ہوئی، ممکن ہے اس میں بہت سے پہلو ایسے ہوں اور یقیناً ہوں گے جن پر انگلی بھی رکھی جاسکے گی مگر مجموعی اعتبار سے نتیجہ اچھا ہی رہا ہے، انتظامی امور کو بھی عمدہ کہا جاسکتا ہے، حاضرین کی راحت رسانی کے لئے ہر ممکن کوشش کی گئی تھی، ان کے ناشتے، چائے پانی

سے لیکر کھانے تک کے انتظام پر توجہ دی گئی تھی اور عمومی تاثر اچھا ہی رہا تھا، حاجیوں کی رہنمائی کے لئے کتابیں بھی مفت تقسیم کی گئی تھیں، الجماعۃ کی کاپیاں عام لوگوں کو بھی مفت ہی دی گئی تھیں، بات طویل ہوتی جارہی ہے میں کہنا یہ چاہ رہا تھا کہ جب ایک وقتی اور محدود کام کے لئے اتنا وقت، فکرمندیاں، اجتماعیت اور کاوشیں درکار ہیں تو کسی قوم وملت اور جماعت کی تعمیر وتاہیل اور اسے ایک خاص قسم کی بلندی تک پہنچانے کے لئے کتنی بڑی منصوبہ بندی، ہم آہنگی، اجتماعیت، اور مشترکہ جدوجہد کی ضرورت ہے؟ یہ بات بارہا کہی گئی ہے کہ جب کسی قوم کی بھلائی یا دنیاوی یا اخروی خوشحالی اللہ کو مطلوب ہوتی ہے تو وہ اس قوم کے افراد کو مخصوص اخلاق واوصاف سے مزین کردیتا ہے، دنیاوی اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو اس کے افراد ذہین ومعاملہ فہم باکردار، انصاف پسند، آپس میں متعاون، انفرادی ذمہ داریوں کا احساس رکھنے والے، باصلاحیت افراد کی صلاحیتوں کو تسلیم کرکے انھیں پروان چڑھانے اور بارآور ہونے کا موقع فراہم کرنے والے، محنتی وجفاکش، باتیں بنانے کی بجائے کام پر یقین رکھنے والے، نرم خو وخوش مزاج اور زندہ دل ہوتے ہیں اور اگر اخروی کامیابی بھی ان کے لئے مقدر ومقرر ہو تو اس میں ایمان کے اضافے کے ساتھ اخلاص، خیرخواہی اور ایثار کی صفات کو بھی مذکورہ صفات کے ساتھ جوڑ دیا جائے، اور اگر اس کے برعکس کسی قوم کا زوال اور پستی وخواری مطلوب ہو تو اس کے افراد کے اندر حد سے بڑھی ہوئی لالچ، خودغرضی، مفاد پرستی، بخیلی، اخلاقی بے راہ روی، کاہلی وکام چوری، ذمہ داریوں سے فرار، بے حسی، غباوت، بات نہ سمجھنے کی خو، اپنے سوا کسی کی صلاحیت کا اعتراف نہ کرنا اور صلاحیتوں کو کچل دینا، بڑوں کا مسلط ہونا اور چھوٹوں کا بڑا بننا، باتیں بنانا، خود کچھ نہ کرنا دوسروں کو مورد الزام ٹھہرانا، اپنی کوتاہیوں اور بے اعتدالیوں کو دوسروں کے سر منڈھ دینا، نقد وجرح میں نت نئی مہارتوں کا مظاہرہ کرنا اور اسی وصف کو مخصوص ذہنیت کے لوگوں میں صدر نشینی کا ذریعہ بنالینا، جذبۂ خدمت کے بجائے ہر شخص کے اندر مخدومیت کی خواہشوں کا کروٹ کروٹ انگڑائیاں لینا، جماعتی اسپرٹ اور باہمی تعاون کا فقدان، تواضع کے بجائے کبر اور بیجا اکڑفوں، ضد وہٹ دھرمی اور اسی طرح کے مذموم اوصاف پیدا ہوجاتے ہیں۔ جن میں سے ہر صفت تنہا کسی کی بربادی کے لئے کافی ہوتی ہے، اور جب یہ ساری صفات اکٹھا کسی گروہ کا قومی وصف بن جائیں تو کیا اس کی کامیابی کے متعلق سوچنے کا امکان باقی رہ جاتا ہے؟

آج الحمدللہ جماعت میں متفرق اور انفرادی صلاحیتیں بہت ہیں مگر جماعتی اسپرٹ اور اجتماعی فکر کی بہت کمی ہے، عہدہ اور منصب کی للک رکھنے والے تو متعدد ہیں مگر سنجیدگی کے ساتھ اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے والے کم ہیں، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بعض ضلعی یا مقامی جمعیتیں کافی فعال اور مثالی کارکردگی کی حامل ہیں مگر خود تنظیم کی بعض اکائیوں کے عہدیداران ایسے بھی ہیں جن کا جمعیت کے لئے کوئی کام کرنا تو دور رہا شاید وہ اپنی فکر کو بھی اس کے متعلق زحمت دینا گوارہ نہیں فرماتے صرف انتخاب کے وقت ان کی سرگرمی کا پارہ اپنی انتہا پر ہوتا ہے اور انتخاب ہی پر اتر بھی جاتا ہے پھر اس کے بعد اس میں مطلق جنبش پیدا نہیں ہوتی ہے، نہ جانے کس ضمیر کے ساتھ وہ خود کو منصب کا اہل پاتے ہیں اللہ جانے؟ اور نہ جانے کس ضمیر کے ساتھ لوگ انھیں باربار منصب سے نوازتے ہیں یہ بھی اللہ جانے؟ کیا حشر اور آخرت اور حساب وجزا صرف تصوراتی چیزیں ہیں؟ جبکہ یہی حضرات نہ جانے کتنی صلاحیتوں اور استحقاق کو کچل کر آگے آئے ہوتے ہیں؟ اور یہی حضرات اپنے نجی منصوبوں کی تکمیل میں پوری طرح سرگرم

اور سال بھر بلا انقطاع رواں دواں رہتے ہیں، یہ نازک مزاج بھی بہت ہوتے ہیں ان کا دل بہت جلدی دکھ جاتا ہے، اور اعلیٰ ظرفی بھی اتنی ہے کہ انتقام کا ادنیٰ سا موقع بھی ضائع نہیں ہونے دیتے۔ معاف کیجئے گا مقصد کسی کا دل دکھانا نہیں ہے نہ کسی کی تنقیص مطلوب ہے، ان تمام باتوں کا رخ سب سے پہلے اپنی ہی طرف ہے اس کے بعد دوسروں کی جانب، اگر مرض کی تشخیص نہ ہوگی تو اس کا علاج بھی نہیں ہو سکے گا۔ انسانی فطرت کا یہ بھی ایک پہلو ہے کہ جب وہ کسی بات کے منفی پہلو کو شدت کے ساتھ اجاگر کرتا ہے تو اس کی قباحت سب سے پہلے خود اس کے اندر پوری طرح ابھر کر سامنے آتی ہے، اگر اس کے اندر وہ باتیں موجود ہوں تو ان سے کنارہ کش ہونے اور اگر نہ ہوں تو ان سے دور رہنے کی پوری کوشش کرتا ہے بشرطیکہ وہ بات مخلصانہ کہی گئی ہو کیونکہ آج کل سیاسی رنگ اتنا غالب آ گیا ہے کہ دل اور زبان میں ہم آہنگی مشکل سے ہوتی ہے۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ مقامی اور ضلعی جمعیتیں صرف صوبائی جمعیت کی تشکیل کے لئے بنائی جاتی ہیں اور جب صوبائی جمعیت تشکیل پا جائے تو پھر ان کا کام ختم ہو جاتا ہے اب جو کچھ بھی ہو صوبائی جمعیت ہی اسے اوڑھے بچھائے، سپردم بہ تو مایۂ خویش را تو دانی حساب کم وبیش را۔

حقیقت یہ ہے کہ اب وقت آ گیا ہے کہ یہ فکر بدل جائے خود احتسابی کے ساتھ جماعتی احتساب کا مزاج بھی بننا چاہئے اور ذمہ داروں کو کم از کم تعمیری نقد کا سامنا کرنے کے لئے خود کو تیار رکھنا چاہئے اور کوشش کرنا چاہئے کہ اس قدر کام کیا جائے کہ نقد کی نوبت ہی نہ آئے مگر نقد سے بچنے کے لئے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے۔ کام ہمہ جہت ہے اور ہمارے لئے پہلی ترجیح کا کام دعوت واصلاح اور تربیت کا ہے، جماعت میں بے نمازیوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے، جبکہ اس شخص کے دین میں خیر کا تصور کیسے ممکن ہے جو بے نمازی ہو سب سے بڑا کام جماعت کی اکثریت کو مسجد سے جوڑنا ہے چاہے جتنا ترقی کا ڈھنڈورا پیٹا جائے، تنظیمی تقدم کا اشتہار دیا جائے، کامیاب ترین کانفرنسیں منعقد کی جائیں لیکن اگر کسی جماعت کے افراد فجر کی نماز میں مسجد میں نہیں آتے تو دینی اعتبار سے وہ ترقی یافتہ نہیں بلکہ حد درجہ تنزلی کا شکار ہے اور اگر دیگر نمازیں بھی ترک ہو رہی ہوں تو پھر ان کے افلاس میں کیا شبہ ہے؟ جو نمازوں کا محافظ نہیں وہ دیگر ضابطوں اور اصولوں کو ضائع کر دینے میں زیادہ پیش پیش ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اصل وفاداری تو رب کے ساتھ ہے جس کی پہلی شناخت اقامت صلاۃ ہے۔ اور جب آدمی اسی میں ناکام ثابت ہو گیا تو **فهو لما سواها أضيع** کے مطابق کسی بھی خیر کو ضائع کر سکتا ہے۔ جب لوگ مسجد سے جڑ جائیں تو دین فہمی کی منظم کاوشوں کا سلسلہ شروع کرنا چاہئے کیونکہ اچھے خاصے چہرے مہرے، ڈیل ڈول والے جامہ زیب لوگ دینی فہم کے اعتبار سے ..... نام محمد فاضل کی نمائندگی کرتے نظر آتے ہیں۔ یہ پہلو بھی نظر انداز کئے جانے کے قابل نہیں ہے کہ منفرد اور سپرٹ ہوئے اور پرائیویٹ ٹرسٹ کے ذریعہ اپنی شناخت قائم کرنے کا رجحان خطرناک حد تک بڑھتا جا رہا ہے جس سے جماعتی مزاج کو سخت نقصان پہنچ رہا ہے، اور شخصیتوں کی دبی اور ابھری خواہشات کے تلے نئے نئے فتنے جنم لے رہے ہیں۔ جو کرنے کے کام ہیں ان کی فہرست شائع کرنے کا حاصل فی الحال کچھ نہیں ہے بس کام کے لئے آمادگی کی ضرورت ہے اور "**إن تنصروا الله ينصركم**" کے قانون کے مطابق باقی سارے مراحل ان شاء اللہ خود بخود طے ہوتے جائیں گے۔

☆ ☆ ☆

[۶]

احکام ومسائل

استقامت: فضائل اور رکاوٹیں

● ابوعبداللہ عنایت اللہ سنابلی مدنی

اور روزی میں فراخی کا مطلب کثرت، نہ درازئ عمر کا مطلب ماہ وسال کا اضافہ ہے، بلکہ روزی میں کشادگی اور عمر میں درازی ان میں برکت کے ذریعہ ہوتی ہے۔

اور برکت، اللہ کی اطاعت اور اس کے دین پر ثابت قدمی کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے، چنانچہ انسان کے لئے اپنی عمر، مال، قوت وجاہ اور علم وعمل کا وہی حصہ سودمند ہے، جو اس نے اللہ کی اطاعت میں صرف کیا ہے، اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ اس کے لئے وبال جان ہے، والعیاذ باللہ۔

۹۔ نیکیوں میں خوب بڑھوتری اور گناہوں کی معافی:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

{وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَيُعْظِمْ لَهُ أَجْراً} [الطلاق:۵]۔

اور جو اللہ کا تقویٰ اختیار کرے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو مٹادے گا اور اسے عظیم اجر وثواب دے گا۔

یہ اہل استقامت کے ساتھ خاص ہے جو تقویٰ، توحید، اتباع سنت اور بدعات وشرکیات سے تحفظ کو سب سے زیادہ حقیقی طور پر نبھاتے ہیں۔ بالخصوص بعد کے اس دور میں جب کہ ایمان کی کمزوری، صالحین کی قلت، گناہ ومعاصی اور نت نئے فتنوں کا دور دورہ ہے، بلاشبہ ایسے حالات میں اپنے دین پر قائم وثابت قدم رہنے والے کا اجر اللہ کے یہاں بڑا عظیم ہے، چنانچہ نبی کریم ﷺ نے خبر دی ہے کہ ایسے شخص کا اجر پچاس صحابۂ کرام کے اجر کے برابر ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"إن من ورائكم أيام الصبر، للمتمسك فيهن يومئذٍ بما أنتم عليه أجر خمسين منكم، قالوا: يا نبي الله منا أو منهم؟ قال: "بل منكم" (اسے امام احمد اور اہل سنن نے روایت کیا ہے، سلسلہ صحیحہ ص ۴۹۴)۔

بلاشبہ تمہارے بعد بڑے صبر آزما ایام آنے والے ہیں، اس وقت ان دنوں میں ثابت قدم رہنے والے کو تمہارے دور کے بالمقابل تم میں سے پچاس کے برابر اجر ملے گا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! ہم میں سے یا ان میں سے؟ آپ نے فرمایا: نہیں بلکہ تم میں سے۔

شیخ عبدالرحمن سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''نیکیوں کے دو چند ہونے کا ایک سبب، اور یہ دراصل سابقہ باتوں کی اساس و بنیاد ہے، عقیدہ کی صحت، اللہ اور اس کے صفات پر ایمان کی قوت، بندہ کی قوت ارادہ اور خیر کی جستجو ہے۔ کیونکہ خالص اہل سنت و جماعت اور اللہ کے اسماء وصفات اور اللہ سے ملاقات کی قوت کے سلسلہ میں کامل ومفصل علم رکھنے والوں کے اعمال صالحہ اس قدر دو چند ہوتے ہیں کہ اس طرح، بلکہ اس سے قریب بھی ایسے لوگ نہیں پہنچ سکتے، جو اس ایمان وعقیدہ میں ان کے شریک نہ

ہوں"۔

آگے مزید فرماتے ہیں: "نیکیوں کی بڑھوتری کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ بندہ عمدہ اسلام اور عمدہ طور طریقہ والا ہو نیز گناہوں کا تارک اور کسی گناہ پر اصرار کرنے والا نہ ہو، تو ایسے شخص کی نیکیاں دوبالا ہوجائیں گی، جیسا کہ صحیح حدیث میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"إذا أحسن أحدكم إسلامه فكل حسنة يعملها تكتب له بعشر أمثالها إلى سبعمائة ضعف۔۔۔ الحديث" (متفق علیہ)۔

جب تم میں سے کوئی عمدہ اسلام والا ہوجائے تو اس کی تمام نیکیاں دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک لکھی جائیں گی۔۔۔الحدیث۔ بات ختم ہوئی۔ (الفتاویٰ السعدیۃ، ص ۳۶-۳۷)

اللہ کی آپ کی حفاظت فرمائے، ذرا سوچو سہی کہ توحید کے تحقق، مکمل ایمان، عمدہ اسلام اور استقامت علی دین اللہ کے حاملین کی نیکیاں کیسے دو چند ہوتی ہیں، ہم اللہ سے اس کا فضل چاہتے ہیں۔

۱۰۔ ان کے اور ان کے اہل خانہ کے لئے اللہ کا تحفظ:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ دین پر استقامت اپنانے والے کی، اس کے اہل وعیال، مال ودولت، اس کی جان، اس کے حال ومستقبل اور تمام چیزوں میں حفاظت فرماتا ہے۔

یہ نبی کریم ﷺ سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی مشہور حدیث میں وارد ہے:

"احفظ الله يحفظك، احفظ الله تجده تجاهك۔۔۔" الحدیث (اسے امام ترمذی وغیرہ نے بسند صحیح روایت کیا ہے)۔

اللہ کی حفاظت کرو اللہ تمہاری حفاظت فرمائے گا، اللہ کی حفاظت کرو اُسے اپنے آگے پاؤ گے۔۔۔۔

علماء کرام کہتے ہیں "احفظ اللہ" کا معنیٰ یہ ہے کہ اوامر کی انجام دہی اور نواہی سے اجتناب کے ذریعہ اللہ کے اوامر ونواہی کی حفاظت کرو۔

اور اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ "یحفظک" اللہ تمہاری حفاظت کرے گا، کس چیز کی حفاظت کرے گا؟ تمہاری جان کی، تمہارے آل واولاد کی، تمہارے مال کی، تمہارے حال ومستقبل کی، تمہارے دین، دنیا، آخرت اور تمام چیزوں کی۔

اسی طرح سورۂ کہف میں اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

{وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ وَكَانَ تَحْتَهُ كَنزٌ لَّهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا ۔۔۔} [الکہف:۸۲]۔

دیوار کا قصہ یہ ہے کہ اس شہر میں دو یتیم بچے ہیں جن کا خزانہ اس دیوار کے نیچے دفن ہے، ان کا باپ ایک نیک آدمی تھا۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں: "اس آیت کریمہ میں اس بات کی دلیل ہے کہ نیک آدمی کے خاندان کی بھی حفاظت ہوتی ہے اور اس کی عبادت کی برکت انہیں دنیا میں، اور ان کے حق میں سفارش کے ذریعہ آخرت میں بھی حاصل ہوگی، اور انہیں جنت میں اعلیٰ ترین مقام حاصل ہوگا تاکہ اُس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

اور امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے ان دونوں بچوں کے بارے میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: "باپ کی نیکی کے سبب ان دونوں بچوں کی حفاظت ہوئی،

ان دونوں بچوں کے بارے میں کسی نیکی کا ذکر نہیں کیا ہے''۔

سعید بن المسیب رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا: ''میں اپنی نماز میں تمہارے لئے اضافہ کر دیتا ہوں (زیادہ نماز پڑھتا ہوں) اس مید سے کہ تمہارے سلسلہ میں میری حفاظت ہو سکے' اور پھر اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی''۔

عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جو بھی مومن مرتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کے سبب اس کی دو پشتوں کی حفاظت فرماتا ہے''۔

لہٰذا اہل استقامت' جو اوامر الٰہی کی سب سے زیادہ حفاظت کرنے والے ہیں' انہیں خوش ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں ان کی ہر طرح حفاظت فرمائے گا، جیسی کرنی ویسی بھرنی۔

۱۱- اللہ عزوجل کے لئے توحید واخلاص کا تحقق:

استقامت کی ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ استقامت تحقیق توحید' کمال ایمان' شرک سے دوری اور بدعات وخرافات سے سلامتی کے عظیم اسباب میں سے ہے۔ اور یہ چیز بہت سے لوگوں کی زندگی میں نظر آتی ہے۔ اللہ کی قسم! آپ لوگوں کو دیکھیں گے کہ وہ بعض شرکیہ اقوال وافعال اور بدعات وخرافات سے کم ہی بچ پاتے ہیں' محض اس وجہ سے ان کے خیال میں وہ چیز دین ہے یا پھر وہ جائز ہے!!

لیکن اس کے برخلاف جو اللہ کے دین پر مستقیم ہوتا ہے اسے توحید اور اس کی فضیلت کی معرفت ہوتی ہے، شرک اور اس کی خطرناکی کی معرفت ہوتی ہے، وہ جانتا ہے کہ حقیقی توحید کیسے اپنائے؟ شرک سے کیسے محفوظ رہے؟ اور اسے موحد ومخلص بندوں سے کئے گئے اللہ کے وعدوں کا بھی بخوبی علم ہوتا ہے۔

اور ہم سے پوشیدہ نہیں کہ توحید کی فضیلت میں بکثرت آیات واحادیث وارد ہیں، ان میں سے چند حسب ذیل ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا ہے:

''**أنه يدخل الجنة سبعون ألفاً من هذه الأمة بغير حساب ولا عذاب**''۔

کہ اس امت کے ستر ہزار لوگ بلاحساب وعذاب جنت میں جائیں گے۔

اور ان کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''**هم الذين لا يسترقون ولا يتطيرون ولا يكتوون وعلى ربهم يتوكلون**'' (اسے امام بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے)۔

یہ وہ لوگ ہیں جو جھاڑ پھونک نہیں کرواتے' بدشگونی نہیں لیتے' داغ نہیں لگواتے اور اللہ عزوجل پر مکمل بھروسہ کرتے ہیں۔

اور یہ ساری چیزیں توحید کے دائرہ میں گھومتی ہیں۔

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح حدیث میں بیان فرمایا ہے:

''**أسعد الناس بشفاعتي يوم القيامة من قال: لا إله إلا الله خالصاً من قلبه**'' (اسے امام بخاری نے روایت کیا ہے)۔

قیامت کے دن میری سفارش سے سب سے زیادہ سعادت مند وہ ہوگا جس نے خالص دل سے 'لا إلہ إلا اللہ' کہا۔ (یعنی اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں)۔

''خالص دل سے''، یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کی توحید کا اقرار کرتے ہوئے اور اس کلمہ کے تقاضہ کے مطابق عمل کرتے ہوئے۔

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ حدیث قدسی میں

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

"یا ابن آدم، لو أنک أتیتني بقراب الأرض خطایا ثم لقیتني لا تشرک بي شیئاً، لأتیتک بقرابها مغفرةً"

(اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے، صحیح الجامع (۴۳۳۸))۔

اے آدم کے بیٹے! اگر تو میرے پاس زمین بھر گناہ لے کر آئے اور پھر تو مجھ سے اس حال میں ملے کہ تو نے میرے ساتھ کچھ بھی شریک نہ کیا ہو، تو میں تیرے پاس زمین (کی وسعتوں) بھر بخشش لے کر آؤں گا۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"من مات لا یشرک بالله شیئاً دخل الجنة" (متفق علیہ)۔

جو شخص اس حال میں مرا کہ اللہ کے ساتھ کچھ بھی شریک نہیں کیا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "کبھی بڑے عمل کو نیت چھوٹا بنا دیتی ہے، اور کبھی چھوٹے سے عمل کو نیت بڑا بنا دیتی ہے"۔

لہٰذا اہل استقامت سب سے زیادہ توحید کا تحقق کرنے والے اور لوگوں میں سب سے زیادہ شرک و بدعات اور گمراہی سے دور رہنے والے ہیں، اسی لئے وہ توحید کی فضیلت سے سب سے زیادہ سرفراز مند بھی ہوں گے، ان شاء اللہ۔

لیکن جو غیر مستقیم اور گناہ و معاصی کا مرتکب ہے، اس کی توحید عظیم خطرہ کے نشان پر ہے، کیونکہ گناہ و معاصی شرک کی ڈاک ہیں، جیسا کہ علماء نے کہا ہے۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "گناہ کبیرہ کے عادی اور گناہ صغیرہ پر مصر رہنے والے کی توحید کا اسقدر صاف شفاف ہونا کہ اللہ کے ساتھ قطعاً شرک نہ ہو، ممکن نہیں! یہ بڑی محال چیز ہے، جان لیں کہ گناہ پر اصرار سے اسقدر غیر اللہ سے خوف، غیر اللہ سے امید، غیر اللہ سے محبت، غیر اللہ کے لئے عاجزی، اور غیر اللہ پر توکل و اعتماد لازم آتا ہے کہ بندہ اس کے باعث شرک کے سمندروں میں غرق آب ہوجاتا ہے" (مدارج السالکین، (۱/۳۳۶) قدرے تصرف کے ساتھ)۔

☆☆☆

"عن عیسی بن حمزة قال: دخلت علی عبدالله بن حکیم وبه حمرة فقلت: ألا تعلق تمیمة؟ فقال: نعوذ بالله من ذلک وفي روایة: الموت أقرب من ذلک۔ قال رسول الله ﷺ: من علق شیئا وکل الیه" (ص:۳۲۰)

عیسیٰ بن حمزہ کہتے ہیں کہ میں عبداللہ بن حکیم کے پاس گیا اور انھیں مرض "حمرہ" لاحق تھا (حمرہ ایک قسم کی وبائی بیماری ہے جس کی وجہ سے بخار آجاتا ہے اور بدن پر سرخ رنگ کے دانے نکل آتے ہیں) میں نے کہا: آپ تعویذ کیوں نہیں باندھتے؟ انھوں نے کہا: **نعوذ بالله من ذلک** (اس سے اللہ کی پناہ)۔ اور ایک روایت میں ہے: موت اس سے کہیں زیادہ قریب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: "جس نے (بطور تعویذ) کوئی چیز باندھی اسے اسی چیز کے سپرد کردیا گیا"۔ (حسن حدیث ہے: اسے ترمذی (۲/۸)، حاکم (۴/۲۱۶) اور احمد (۴/۳۰۱-۳۱۱) نے بطریق **محمد بن عبدالرحمن بن أبی لیلیٰ عن عیسی أخیه قال: دخلت**...... روایت کیا ہے)

احکام ومسائل

پیچیدہ مسائل میں رہنمائی کا حقدار کون؟

• محمد مقیم فیضی

چھوٹوں کی اسی پرنشوونما اور بڑوں کے بوڑھے ہونے سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ فتنہ کافی طویل ہوگا۔اور یہ کہنا کہ جب اس فتنے والی چیز میں سے کوئی چیز ترک کردی جائے گی تو لوگ کہیں گے کہ سنت ترک کردی یہ اس بات کی واضح علامت ہے کہ حقیقت اس قدر نگاہوں سے اوجھل ہوجائے گی کہ حق کو باطل اور باطل کو حق سمجھا جانے لگے گا،سنت بدعت ہوجائے گی اور بدعتوں کو سنتوں کا درجہ مل جائے گا یہاں تک کہ جب کوئی شخص احیائے سنت کے لئے کھڑا ہوگا اور اس پر کاربند ہوجائے گا اور بدعت کو ترک کرکے لوگوں کو بھی اس سے روکے گا تو اکثریت اسی کے خلاف ہوجائے گی اور اسی کو تارک سنت قرار دیا جائے گا جائے گا۔اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا کہ ایسا اس وقت ہوگا جب علماء رخصت ہوجائیں گے تو اس سے مراد یہ ہے کہ علماء کی وفات ہوجائے گی اور دوسرے لوگ علم اور **تفقه في الدين** سے دور ہوجائیں گے اور جاہلوں کی کثرت اس کا فطری نتیجہ ہے،اور قراء کی کثرت سے مراد حفاظ قرآن اور ماہرین تجوید ہیں، یہ صورت حال اس وقت یقینا مذموم ہے جب قرآن کو پڑھنے والے اسے گانے کے طور پر استعمال کرنے لگیں اور اس کے معانی پر غور وتدبر، اس کے احکام پر عمل اور اس کے حلال کی تحلیل اور اس کے حرام کی تحریم کو ترک کردیں جیسا کہ بعض احادیث میں اس کی تفصیلات موجود ہیں۔اس حدیث میں فقہاء کی قلت کی بات کہی گئی ہے،فقہاء وہ ہوتے ہیں جو مختلف قسم کے نوازل، نئے نئے پیش آمدہ مسائل اور مشکل ترین قضیوں میں دینی احکام کا استنباط کرسکیں۔اور ان کی قلت سے جو حالات پیدا ہوں گے وہ بالکل ظاہر وباہر ہیں۔اور کثرت امراء اس بات کی دلیل ہے کہ مسلمانوں میں طوائف الملوکی پیدا ہوجائے گی اور ان کی سلطنت چھوٹے چھوٹے ملکوں میں تقسیم ہوجائے گی اور اس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ اختلافات رونما ہوں گے قوت وشوکت جاتی رہے گی اور امت کمزور ہوجائے گی، حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ امانتدار لوگ کم ہوجائیں گے۔امانتدار وہ لوگ ہوتے ہیں جو جان، مال اور آبرو کے محافظ ہوتے ہیں اور جو ذمہ داریاں ان کے سپرد کی جاتی ہیں انہیں بخوبی نبھاتے ہیں اور رکھی ہوئی امانتوں کی ادائیگی کرتے ہیں۔اور نبی ﷺ نے رفع امانت کا ذکر کرتے ہوئے اس کے حد درجہ ناپید ہونے کی طرف اشارہ فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ:

(فلا يكاد أحدهم يؤدي الأمانة فيقال إن في بني فلان رجلا أمينا ويقال للرجل ما أعقله وما أظرفه وما أجلده ومافي قلبه حبة خردل من ايمان) (بخاری ومسلم) شاذ ونادر ہی کوئی امانت کی ادائیگی کرے گا صورت حال یہ ہوجائے گی کہ کہا جائے گا: فلاں قبیلے میں ایک امانتدار شخص ہے اور کسی شخص کے

متعلق یہ کہا جائے گا کہ کس قدر دانا ہے، کیا خوش بیان ہے اور کتنا توانا اور مضبوط ہے، حالانکہ اس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہ ہوگا۔

اور حدیث سے یہ بھی ظاہر ہے کہ عمل آخرت محض دکھاوے کے لئے ہوگا اور مطلوب دنیاوی مال ومنال اور جاہ ومنصب اور شہرت ومقبولیت ہوگا اور لوگ دینی علوم کے بجائے ایسے علوم میں تخصیص حاصل کریں گے جن سے دنیاوی فوائد کا حصول آسان ہوجائے اور دینی علوم کے متعلق بے رغبتی پیدا ہوجائے گی۔ ایک دوسری حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ قیامت کے قریب پڑھائی لکھائی عام ہوجائے گی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کی ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **(إن بين يدى الساعة .... وظهور القلم)** (احمد) قیامت سے پیشتر ..... قلم کا ظہور ہوگا۔ مطلب یہی ہے کہ پڑھائی لکھائی عام ہوجائے گی، مگر چونکہ دینی تعلیم سے لوگ دور ہوں گے اس لئے معاشرے میں بگاڑ بھی عروج پر ہوگا۔

اور حدیث میں جو یہ فرمایا کہ فتنہ حاوی ہوجائے گا تو اس سے مراد یہی کہ اجتماعی زندگی کے تمام گوشے اس کی لپیٹ میں آجائیں گے، سیاسی، اقتصادی، علمی تمام شعبوں کا نظام فاسد ہوجائے گا اور ہر طرف انارکی اور بے راہ روی کا دور دورہ ہوگا اور ہر کس وناکس رہنما وپیشوا بن کر ابھرے گا، جھوٹے اور خائن لوگ معاشرے پر چھا جائیں گے اور نیک اور صالح لوگ اجنبی ہوجائیں گے۔

سابقہ احادیث میں نیز دیگر احادیث میں بھی چرب زبانی اور قوت گفتار وخطابت اور زبان وبیان کے فتنوں کی طرف واضح اشارہ کیا گیا ہے کہ علم وعمل سے خالی منافق قسم کے خطباء و واعظین مختلف قسم کے افکار ونظریات کے ساتھ معاشرے پر چھا جائیں گے اور انہیں کی وجہ سے معاشرے میں بڑے بڑے فساد رونما ہوں گے۔ چنانچہ ابوعثمان نہدی سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے نبی ﷺ کی یہ حدیث بیان فرمائی کہ **(إن أخوف ما أخاف على أمتي كل منافق عليم اللسان)** (**احمد، ابن بطه في الإبانة** اور البانی نے صحیح کہا ہے دیکھئے **الصحيحة**: ۱۰۱۳) اپنی امت سے متعلق مجھے سب سے زیادہ خوف ہر اس منافق سے ہے جو زبان (کے استعمال) میں ماہر وفنکار ہے۔

اس حدیث میں نبی ﷺ نے اپنی امت سے متعلق ہر اس منافق سے خوف کا اظہار فرمایا ہے جو اسلام اور خیر ظاہر کرتا ہے مگر اپنے اندر کفر وکجی اور برائی وشر چھپائے رکھتا ہے، ان کے ساتھ مکر وفریب سے کام لیتا ہے، انھیں بہکا دیتا ہے اور اپنی قوت بیانی اور زبان آوری کی وجہ سے انھیں دین سے پھیر دیتا ہے اور بحث ومباحثے میں فنکاری اور مہارت کی وجہ سے شبہات کو ان کے دلوں میں بیٹھا دینے میں کامیاب ہوجاتا ہے، ان کے دین میں التباس پیدا کر دیتا ہے، انھیں حق سے برگشتہ کر دیتا ہے اور راہ راست سے ہٹا دیتا ہے یہاں تک کہ وہ دین میں فتنوں کا شکار ہوجاتے ہیں، توحید سے شرک کی طرف اور اتباع سے بدعتوں کی طرف اور ہدایت سے گمرہی کی جانب مڑ جاتے ہیں۔

اور نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ: **(إن من البيان**

لسحرا أو إن بعض البيان سحر (بخاری عن عبداللہ بن عمر) یقینا کچھ بیان جادو ہوتے یا بعض بیان جادو ہوتے ہیں۔

شیخ عبدالرحمان بن حسن فتح المجید ص:۲۹۰ رمیں فرماتے ہیں: یہ بڑی بلیغ تشبیہ ہے کیونکہ یہ بیان جادو کا عمل کرتا ہے اور حق کو باطل کے قالب میں اور باطل کو حق کے قالب میں ڈال کر جاہلوں کے دلوں کو مائل کرلیتا ہے یہاں تک کہ وہ باطل کو قبول کرلیتے ہیں اور حق کے منکر بن جاتے ہیں، ہم اللہ سے ہدایت پر ثبات اور استقامت چاہتے ہیں۔انتھی.

علیم اللسان اسے کہتے ہیں جو لوگوں کے درمیان شبہات کو رائج کردینے کی استطاعت رکھتا ہو۔چونکہ ان منافقوں کی نیتوں میں کھوٹ اور مقاصد میں فساد تھا، اور ان کے دلوں میں کجی پائی جاتی تھی اور وہ نفاق سے بھرے ہوئے تھے اس لئے انھوں نے درست حجتوں اور دلائل وبراہین سے منہ موڑ لیا اور محکم آیات سے کنارہ کش ہوکر چکنی چپڑی باتوں اور متشابہات کے پیچھے پڑ گئے جن سے لوگوں کے اندر اشتباہ پیدا کرسکیں، پھر وہ لوگ آیتوں کو ان امور پر محمول کرنے لگے جن کا سلف کے یہاں کوئی احتمال نہیں پایا جاتا تھا، یا دلائل کو اپنے مقاصد اور اغراض کے مطابق پہلے سے طے شدہ اعتقادات یا افعال واقوال پر استدلال کے لئے استعمال کرنے لگے اور ان دلائل کا رخ اپنے طے شدہ نظریات کی طرف موڑنے لگے اور ان کے ذریعہ اپنے پیروکاروں اور عوام کے ذہنوں میں التباس پیدا کرنے لگے، اس لئے ان کا ضرر ابلیس مردود سے بڑھ کر ہے اور یہی شیاطین الانس ہیں جو یہ باور کئے بیٹھے ہیں کہ ان کے پاس مضبوط دلائل ہیں حالانکہ ان کا دامن بالکل خالی خالی ہے (هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ۚ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ ۖ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ) (المنافقون:۴) وہی دشمن ہیں ان سے بچتے رہو ان پر اللہ کی مار ہو یہ کہاں الٹے جارہے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حسب ذیل آیت تلاوت فرمائی: (هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ ۖ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ ۗ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ ۗ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ) (آل عمران:۷) وہی اللہ ہے جس نے تجھ پر کتاب اتاری جس میں واضح مضبوط آیتیں ہیں جو اصل کتاب ہیں اور بعض متشابہ آیتیں ہیں پس جن کے دلوں میں کجی ہے وہ تو اس کی متشابہ آیتوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں فتنے کی طلب اور ان کی مراد کی جستجو کے لئے حالانکہ ان کے حقیقی مراد کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا اور پختہ اور مضبوط علم والے یہی کہتے ہیں کہ ہم ان پر ایمان لاچکے، یہ ہمارے رب کی طرف سے ہیں اور نصیحت تو صرف عقلمند حاصل کرتے ہیں۔ بیان کرتی ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو متشابہات کے پیچھے لگے ہوئے ہیں تو یہی لوگ ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے نشاندھی کردی ہے لہٰذا تم ان سے بچو۔ (بخاری:۴۵۴۷، مسلم:۲۶۶۰)

امام ابن کثیر فرماتے ہیں: جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے مراد گمراہی اور حق سے باطل کی طرف خروج ہے اور اس کی متشابہ

آیتوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس متشابہ ہی کو پکڑ لیتے ہیں جسے اپنے فاسد مقاصد کی طرف پھیر لینا آسان ہو اور اسے انہیں پر محمول کرتے ہیں کیونکہ لفظ میں ان کے موڑے ہوئے پہلو کا احتمال پایا جاتا ہے، جبکہ محکم میں ان کی دال ذرا بھی نہیں گلتی کیونکہ وہ خود ان کے خلاف حجت اور ان کے شبہات کو توڑ دینے والا ہوتا ہے، اسی لئے فرمایا کہ فتنے کی جستجو میں مطلب یہ ہے کہ اپنے پیروکاروں کے اندر یہ خیال پیدا کرتے ہوئے انہیں گمراہ کرتے ہیں کہ ان کی بدعت کی دلیل قرآن میں موجود ہے حالانکہ وہ درحقیقت ان کے حق میں نہیں بلکہ ان کے خلاف حجت بنتا ہے، ٹھیک اسی طرح جیسے نصاریٰ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ دیکھو قرآن ناطق ہے کہ عیسیٰ روح اللہ اور اس کا کلمہ ہیں جو اس نے مریم کی طرف ڈالا ہے اور اس آیت سے استدلال کو نظر انداز کر دیں کہ: (اِنۡ هُوَ اِلَّا عَبۡدٌ اَنۡعَمۡنَا عَلَيۡهِ) (الزخرف:۵۹) عیسیٰ تو محض ایک بندے ہیں جن پر ہم نے انعام کیا ہے۔ نیز یہ آیت کہ (اِنَّ مَثَلَ عِيۡسٰى عِنۡدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنۡ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنۡ فَيَكُوۡنُ) (آل عمران:۵۹) اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام کی مثال ہو بہو آدم علیہ السلام کی مثال ہے جسے مٹی سے بنا کر کے کہہ دیا کہ ہو جا پس وہ ہو گیا۔

اسی طرح دیگر محکم آیات کو بھی نظر انداز کر دیتے ہیں جو اس بات کی صراحت کرتی ہیں کہ وہ اللہ کی مخلوقات میں سے ایک مخلوق اور بندے اور اللہ کے رسولوں میں سے ایک رسول ہیں۔ اور ارشاد باری (**ابتغاء الفتنة** فتنے کی طلب سے مراد یہ ہے کہ اس میں من مانی تحریف کرتے ہیں اور حضرت قتادہ نے اس آیت (فَاَمَّا الَّذِيۡنَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ زَيۡغٌ) کو پڑھا اور کہا کہ اگر یہ حروریہ اور سبئیہ نہ ہوں تو میں نہیں جانتا کہ یہ کون ہیں؟ اور کہا گیا کہ اس سے مراد تمام اہل بدعت ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر:۱/ ۴۵۷)

حضرت ابوایوب سختیانی فرماتے ہیں: ''**ماأعلم أحدا من أهل الأهواء إلا يخاصم بالمتشابه**''. میرے علم کے مطابق ہر اہل بدعت متشابہ ہی کے ذریعہ بحث ومباحثہ کرتا ہے۔ (ابن بطۃ:۱/ ۲۳۳،نمبر ۷۸۸)

حدیث کے راوی خلیفہ راشد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے جو الہامی شخصیت تھے، اللہ تعالیٰ نے انھیں گہری بصیرت سے نوازا تھا اور وہ خیر وشر کی بڑی بھاری تمیز رکھتے تھے، خیر کو فروغ دیتے تھے اور شر اور فتنے کو پنپنے سے پہلے ہی مار دیتے تھے، انھیں مفسدوں اور تخریب کاروں کی زبردست پہچان تھی، وہ انہیں دیکھتے یا سنتے ہی بھانپ لیتے تھے اور ان کے ہاتھ پاؤں پھیلانے سے پہلے ہی انہیں ان کے انجام تک پہنچا دیتے تھے، وہ فرماتے تھے: ''**ثلاثة يهدمن الدين: زلة عالم، وجدال منافق بالقرآن، وأئمة مضلون**'' (روایت صحیح ہے، دارمی، شرح اعتقاد أہل السنہ اور الاعتصام میں اس کی تخریج موجود ہے) تین باتیں ایسی ہیں جو دین کو ڈھا دیتی ہیں، عالم کی لغزش، منافق کا قرآن سے بحث ومباحثہ کرنا، اور گمراہ کرنے والے ائمہ (یعنی پیشوا اور لیڈر)۔

پہلی بات عالم کی لغزش تو اس کے بارے میں کہا گیا ہے (**زلة العالم زلة العالَم**) عالم کی لغزش عالَم کی لغزش ہے۔

اور منافق کی مثال میں فلاسفہ ومتکلمین کو پیش کیا جا سکتا ہے جو

قرآنی آیات کے ذریعہ مجادلہ (یعنی بحث ومباحثہ) کرتے ہیں حالانکہ قرآن سے ان کا دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا وہ محض اپنے مخالف کو زیر کرنے کے لئے اس کا استعمال کرتے ہیں، ان کا مقصد اس پر اعتماد کرنا یا اس سے رہنمائی لینا نہیں ہوتا ہے، اسی لئے فرمایا کہ جب منافق قرآن سے بحث ومباحثہ کرے تو سنت اور اجماع اس کے شبہات کا ازالہ کردیتے ہیں۔ (مجموع الفتاویٰ لابن تیمیہ:۱۰/۲۸۱-۲۸۲)

اور تیسری بات گمراہ ائمہ کے متعلق ہے کیونکہ عوام میں ان کا دبدبہ اور اقتدار ہوتا ہے اور لوگ ان کی بات مانتے ہیں اس لئے ان کا فتنہ بھی عام ہوتا ہے۔

اسی لئے حضرت عمر بن خطاب بڑے محتاط رہتے اور جسے دیکھتے کہ وہ متشابہات کے سہارے لوگوں سے بحث مباحثہ کرتا ہے یا کوئی نئی بات دین میں نکالتا ہے تو اس کے ساتھ بڑی سختی سے پیش آتے تھے، چنانچہ حضرت سلیمان بن یسار رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ صبیغ نامی ایک شخص مدینہ آیا اور قرآن کے متشابہات کے بارے میں سوال کرنے لگا تو حضرت عمر نے اسے بلا بھیجا اور اس کے لئے کھجور کے ڈنڈے تیار کر رکھے تھے، جب وہ آیا تو اس سے پوچھا کہ تو کون ہے اس نے جواب دیا کہ میں اللہ کا بندہ صبیغ ہوں تو حضرت عمر نے ان ڈنڈوں سے اسے مارنا شروع کیا اور اس کے سر کو لہولہان کردیا اس نے کہا امر المؤمنین جو کچھ خرافات میرے دماغ میں تھی وہ سب جاتی رہی۔ (دارمی باسناد صحیح)

اس واقعے کو دیگر لوگوں نے بھی مزید تفصیلات کے ساتھ بیان کیا ہے، بعض روایتوں میں آیا ہے کہ حضرت عمر نے مارنے کے بعد اسے اس کے وطن کی طرف واپس کردیا اور حضرت ابوموسی اشعری کو لکھا کہ خبردار کوئی مسلمان اس کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے نہ پائے۔ یہ بات اس آدمی پر بہت گراں گزری، پھر حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر کو لکھا کہ اس کی توبہ خوب اچھی ہوگئی ہے، تب جاکر حضرت عمر نے لوگوں کو اس کے ساتھ ملنے جلنے کی اجازت دی۔

آجری نے (الشریعہ:۱/۲۱۱) میں اس واقعے پر حاشیہ لگاتے ہوئے فرمایا کہ کیا جو شخص (وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ۝ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا) (الذاریات:۱-۲) کی تفسیر پوچھتا ہے وہ مار اور سزا اور مقاطعہ کا مستحق ہوجاتا ہے؟ جواب یہ ہے کہ حضرت عمر نے محض اسی مسئلہ کی وجہ سے اسے نہیں مارا تھا بلکہ جب ان تک یہ خبر پہونچی کہ یہ شخص قرآن کے متشابہات کے متعلق سوالات کرتا پھرتا ہے حالانکہ انھوں نے اسے دیکھا بھی نہیں تھا تو وہ سمجھ گئے کہ یہ شخص فتنے میں پڑ گیا ہے اور اس نے اپنے آپ کو غیر نفع بخش چیزوں میں لگالیا ہے جبکہ حلال وحرام اور واجبات کے علم میں اس کا مشغول ہونا زیادہ مناسب تھا اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث اور سنتوں کا علم حاصل کرنا اس کے لئے زیادہ بہتر تھا مگر اس نے یہ کام چھوڑ کر خود کو بے فائدہ کام میں مشغول کرلیا ہے تو حضرت عمر نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اللہ انہیں اس پر قابو دے دے تاکہ وہ اسے سبق سکھائیں اور دوسروں کی تنبیہ کا سامان کریں کیونکہ وہ حاکم تھے اور اس طرح کے معاملات میں رعایا کی خبر گیری ان پر واجب تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ موقع فراہم کردیا۔

☆☆☆

خصوصی مضمون

عظمت حرمین شریفین کی پامالی: اغراض ومقاصد اور تاریخی شواہد

د/عبیدالرحمن بن محمد حنیف: مدیر مرکز امام بخاری التعلیمي والخیري (تلولی) ممبئی

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رسوله الأمين وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، أما بعد:

محترم باوقار قارئین!

عظمت کا لفظ (**عظم الشيء يعظم عظما** سے ماخوذ ہے، **أي كبر فهو عظيم، وهو خلاف الصغير، يقال: رجل عظيم، أي في المجد والرأي، والله عظيم أي كبير في ذاته، وصفاته، وسلطانه، وهو عظيم في كل شيء بحيث جاوز حدود العقل بأن تقف على صفات كماله ونعوت جلاله**) متعدد کتب لغات۔

یعنی کسی چیز کا بڑا ہونا، اور جب کہا جائے کہ فلاں شخص عظیم ہے تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ وہ باکمال اوصاف جیسے: شرافت اور اعلی اخلاق وکردار کا حامل شخص ہے، اسی طرح جب رب ذوالجلال کے لئے کہا جائے: کہ اللہ تعالی عظیم ہے تو اس کا مطلب ہوگا کہ وہ اپنی بابرکت ذات، اعلی ترین باکمال اوصاف، اور بادشاہت وملک کی وسعت کے اعتبار سے اتنا بڑا ہے کہ لوگ اپنی سوچ وفکر کے پیمانے پر اس کا ادراک کرنا تو کجا اس کی وسعت کا اندازہ بھی نہیں کرسکتے۔

حرمین کی عظمت کا مفہوم: مذکورہ بالا مفہوم کی روشنی میں حرمین کی عظمت کا معنی یہ ہے: کہ حرمین بہت سے خصائص اور باکمال اوصاف سے متصف ہونے کی وجہ سے اللہ رب العالمین، اور تمام اہل ایمان کے نزدیک بہت بڑی اور نہایت ہی اہمیت کی حامل جگہ ہے، جس کا احترام بجالانا اس کی عظمت کا اعتراف ہے۔

حرمین کا معنی ومفہوم: حرمین حرم کا تثنیہ ہے، جو حرمت سے ماخوذ ہے، جس کا معنی ہے: **ما لا يحل انتهاكه**، یعنی اس کی پامالی کرنا حلال نہیں۔

کہاجاتا ہے: رجل حرام ای محرم، ای یحرم علیہ ما کان حلالا لہ من قبل، واشهر حرم: لكون العرب لم تكن تستحل القتال فيها، والحرام: ضد الحلال، والحرمان: مكة والمدينة۔ یعنی اس کلمہ میں حرمت کا پاس ولحاظ رکھنا، اور اس کے خلاف بے حرمتی کے عمل سے بچنے پر مشتمل ہوتا ہے، چنانچہ جب کہاجاتا ہے (**رجل حرام**) تو اس کا مطلب ہے کہ یہ محرم شخص ہے اس پر بعض وہ چیزیں جو پہلے حلال تھیں اب احرام کی وجہ سے حرام ہوچکی ہیں۔

اسی طرح جب یہ کہاجاتا ہے: (**اشهر حرم**) حرمت

والے مہینے، تو اس کا مطلب عرب کے نزدیک یہ تھا کہ ان مہینوں کی حرمت کا پاس ولحاظ رکھتے ہوئے جنگ وجدال اور قتال وغیرہ سے پورے طور پر بچیں۔

اور جب یہ کہا جائے کہ فلاں چیز (حرام) ہے تو اس کا معنی یہ ہے کہ وہ حلال اور درست نہیں، اسے اپنایا نہیں جاسکتا۔

اسی کلمہ سے (**حرمین**) کا اطلاق مکہ اور مدینہ پر ہوا، یعنی ان دونوں مقدس اور قابل احترام جگہوں کی حرمت کا پاس ولحاظ رکھ کر کچھ پابندیوں کا خاص خیال رکھنا جو اس کی حرمت کے تحفظ کے لئے بنیادی حیثیت کے حامل ہیں۔

قابل احترام امور کی تعظیم بجالانے کا ربانی حکم: فرمان باری تعالی ہے: (**ومن يعظم حرمات الله فهو خير له عند ربه**) **الحج/۳۰**، **وقال أيضا:** (**ومن يعظم شعائر الله فإنها من تقوى القلوب**) **الحج/۳۲**۔ یعنی جو شخص اللہ رب العالمین کے قابل احترام چیزوں کی تعظیم کرے گا تو ایسا کرنا اس کے لئے اللہ کے نزدیک بہتر ہوگا۔

اس کے بعد اللہ رب العالمین نے شرک اور قول زور سے بچنے، توحید اختیار کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے شرک کی کچھ قباحتوں کا تذکرہ فرمایا، اس کے بعد دوبارہ تاکید کرتے ہوئے فرمایا: (جو شخص اللہ کے شعائر اور پہچان کی چیزوں کی تعظیم کرے گا تو یہ دلوں کے تقوی کی دلیل ہے)۔

پہلی آیت کریمہ میں (**حرمات الله**) سے مراد: ہر وہ چیز ہے جو قابل احترام ہو، اور جس کے احترام کا حکم اللہ رب العالمین کی عبادت وغیرہ کے ذریعہ دیا گیا ہو۔

دوسری آیت کریمہ میں (**شعائر الله**) سے مراد: اس کے دین کے ظاہری اعلام ونشانیاں ہیں، جیسے صفا ومروہ، منی مزدلفہ اور عرفات یعنی تمام مناسک حج اس میں داخل وشامل ہیں۔ (دیکھئے: تفسیر سعدی وغیرہ)۔

معلوم ہوا کہ رب العالمین کی عبادت کرنا، شرک سے بچنا، کبائر وصغائر سے پرہیز کرنا، الغرض مذکورہ بالا تمام مقدس مقامات پر رب کے حکم کا بول بالا کرنا اللہ کے شعائر کی تعظیم بجالانا ہے۔

عظمت حرمین کی اہمیت کے متعدد اہم جوانب: حرمین کے بلند وبالا مقام ومرتبہ کے نقوش اہل ایمان کے دلوں پر کس قدر گہرے اور وقیع ہیں زبان وقلم اس کی تعبیر سے قاصر ہے، اور ایسا اس لئے ہے کہ:

۱- اس مقدس سرزمین کو مہبط وحی ہونے کا شرف حاصل ہے۔

۲- اسے رسول کریم ﷺ اور صحابہء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقدس گروہ کی رہائش گاہ ہونے کا امتیاز حاصل ہے۔

۳- ان دونوں جگہوں کو حرمت والی جگہ ہونے کا انفراد حاصل ہے۔

۴- مکہ مکرمہ کو اللہ رب العالمین نے خانہء کعبہ جیسی عظیم الشان انمول نعمت سے ہمکنار فرمایا ہے۔

۵- مکہ مکرمہ میں برکت کے لئے ابراہیم علیہ السلام نے، اور مدینہ میں برکت کے لئے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصی دعاء فرمائی ہے۔

۶۔مکہ مکرمہ کا ایک امتیازی وصف یہ بھی ہے کہ دنیا بھر میں صرف خانہ ءکعبہ کا طواف جائز اور درست ہے، باقی کسی بھی گھر کا طواف جائز اور درست نہیں۔

۷۔حج اور عمرہ جیسی اہم عبادات اور فرائض کی ادائیگی کے لئے قرعہ ءنیک فال مکہ مکرمہ ہی کے نام نکلا۔

۸۔خانہ ءکعبہ ہی دنیا بھر کے مسلمانوں کا قبلہ ہے، سارے مسلمان نہ صرف یہ کہ اس سے جڑے ہوئے ہیں بلکہ ان کے ایمان واسلام کے تحفظ کا دارومدار اسی کے بقاء پر منحصر ہے۔

۹۔مکہ مکرمہ کو امن والا شہر ہونے کا امتیاز حاصل ہے۔

۱۰۔مسجد نبوی میں ایک نماز کا اجر ایک ہزار نمازوں سے بہتر، سوائے مسجد حرام کے، کیونکہ اس میں ایک نماز کا اجر ایک لاکھ نمازوں سے بہتر عطاء کیا جاتا ہے۔

۱۱، ۱۲۔ مدینہ طیبہ کے رہنے والوں کے تعلق سے جو شخص برائی کا ارادہ کرے گا اللہ رب العالمین اس شخص کو جہنم میں پگھلائے گا جیسے رصاص (یعنی تارکول) یا نمک کو پانی میں پگھلایا جاتا ہے۔(صحیح مسلم)۔

اسی طرح مکہ مکرمہ سے متعلق بھی جو شخص الحاد اور بے دینی کا ارادہ کرے گا وہ دردناک عذاب کا مستحق قرار پائے گا، (الحج:۲۵)۔

<u>الحاد کا مفہوم:</u> الإلحاد: هو من مال عن الشرع إلى جهة من جهات الكفر، والملحد: هو العادل عن الحق، المدخل فيه ما ليس منه،ويطلق الإلحاد ويراد به: الميل عن القصد، فالشرك ومادونه كله إلحاد۔(لسان العرب وغيره)

یعنی صحیح راستے سے ہٹ جانے کا نام الحاد ہے، خواہ وہ ہٹنا معمولی ہو جیسے صغیرہ گناہ، خواہ زیادہ ہو جیسے کفر وشرک کرنا۔

چنانچہ اگر کوئی شخص مکہ مکرمہ میں چھوٹے گناہ سے لے کر بڑے گناہ کے کرنے کا ارادہ کرے گا اللہ رب العالمین اس شخص کی پکڑ کرے گا، اسے سخت عذاب میں مبتلا فرمائے گا، حالانکہ مکہ مکرمہ کے علاوہ جب تک وہ اس گناہ کو عملی شکل میں نہ لے آئے اس وقت تک اس کی پکڑ نہ ہوگی۔

اس حکم کے تحت وہ تمام لوگ داخل وشامل ہیں جو مکہ میں رہتے ہوئے کسی بھی طرح کی معصیت کا ارادہ کریں، یا مکہ کی سرزمین کے باہر رہ کر مکہ میں معصیت کے سبب بنیں، وہاں بدامنی پھیلانے، مکہ مکرمہ میں موجود لوگوں کو ہراساں کرنے، انہیں مبتلائے اذیت وتکلیف کرنے، طرح طرح کی تخریب کاری کرنے کے متعدد اور گوناگوں پلاننگ میں شامل ہوں، یہ تمام کے تمام اس مذموم ارادے کی بنا پر عذاب الہی کے مستحق ہیں۔

<u>حرمین کی حرمت کے تقاضے، اور بے حرمتی سے بچاؤ کے اہم نبوی ارشادات:</u>

فعن علي بن ابي طالب رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال: (المدينة حرم مابين عير إلى ثور، فمن أحدث فيها حدثا أو آوى محدثا فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين لا يقبل الله منه يوم القيامة صرفا ولا عدلا) رواه البخاري (۶۷۵۵) ومسلم (۱۳۷۰)۔

مدینہ عیر اور ثور کے درمیان حرم ہے، اس حصے میں جو شخص حدث (بدعت، یا کتاب وسنت سے ہٹ کر کوئی بھی

منکر عمل) لائے گا، یا کسی حدث لانے والے شخص کو (اس کے بدعت والے عمل یا منکر عمل سے رضامند ہوتے ہوئے) پناہ دے گا، تو اس پر اللہ رب العالمین، فرشتوں، اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی، اللہ تعالی اس کے فرض ونفل کو قیامت کے روز قبول نہیں فرمائے گا۔ (متفق علیہ)

معلوم ہوا کہ حرمت حرمین کی پامالی بدعات ومنکرات نیز کتاب وسنت سے ہٹے ہوئے تمام طرح کے اعمال کی انجام دہی میں ہے، جس سے پورے طور پر بچنا چاہیئے۔

وعن جابر رضی الله عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: (إن إبراهيم حرم مكة وإني حرمت المدينة ما بين لابتيها، لا يقطع عضاهها ولا يصاد صيدها) رواه مسلم (١٣٦٢) وفي لفظ له: (أن لا يهراق فيها دم، وأن لا يحمل فيها سلاح لقتال، ولا تخبط فيها شجرة إلا لعلف) (مسلم: ١٣٧٤) من حديث أبي سعيد الخدري رضي الله عنه.

ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو اور میں نے مدینہ کو اسکی دونوں سنگریلی کالے پتھروں والی پہاڑیوں کے درمیان حرام قرار دیا، اس کے درختوں کو نہ کاٹا جائے، نہ ہی اس کے جانوروں کا شکار کیا جائے۔ (مسلم)۔

دوسری روایت کا ماحصل یہ ہے: کہ مدینہ میں کسی کا خون نہ بہایا جائے، نہ ہی قتال کی غرض سے اسلحے اور ہتھیار اٹھائے جائیں، نہ ہی اس کے درختوں کے پتے جھاڑے جائیں سوائے جانوروں کے چارے کی غرض سے۔ (مسلم)۔

وعن ابن عباس رضی الله عنهما أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: (إن الله حرم مكة فلم تحل لأحد قبلي، ولا تحل لأحد بعدي، وإنما أحلت لي ساعة من نهار، لا يختلى خلاها، ولا يعضد شجرها، ولا ينفر صيدها، ولا تلتقط لقطتها إلا لمعرف) رواه البخاری (١٨٣٣)۔

وفی لفظ: إن مكة حرمها الله ولم يحرمها الناس، فلا يحل لامرئ يؤمن بالله واليوم الآخر أن يسفک بها دما، ولا يعضد بها شجرة، فإن أحد ترخص لقتال رسول الله صلى الله عليه وسلم فقولوا: إن الله قد أذن لرسوله ولم يأذن لكم، وإنما أذن لی فيها ساعة من نهار، ثم عادت حرمتها اليوم كحرمتها بالأمس، وليبلغ الشاهد الغائب) رواه البخاری (١٠٤) من حديث أبي شريح رضی الله عنه۔

اللہ رب العالمین نے مکہ کو حرام قرار دیا، (جب سے اس کی حرمت برقرار رہے، نہ ہی مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال کیا گیا، اور نہ ہی میرے بعد کسی کے لئے حلال ہوگا، ہاں البتہ صرف اور صرف میرے لئے کچھ گھڑیوں کے لئے (اس کی حرمت اٹھادی گئی تھی یعنی) حلال کردی گئی تھی، اس لئے اس کے پودوں کو نہ اکھاڑا جائے، اس کے درختوں کو نہ کاٹا جائے، اس کے شکار کو ان کی جگہوں سے نہ بھگایا جائے، اس کی گری پڑی چیزوں کو سوائے اعلان کی غرض کے نہ اٹھایا جائے۔ (بخاری)۔

دوسری روایت میں ہے: کہ اللہ رب العالمین نے مکہ کو

حرمت والا قرار دیا ہے کسی انسان نے نہیں، اس لئے اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لانے والے شخص کو چاہیئے کہ وہاں کسی کا خون نہ بہائے، کسی درخت کو نہ کاٹے، البتہ اگر کوئی شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتال کرنے کی وجہ سے رخصت پکڑنا چاہے تو اس سے کہو: کہ اللہ نے صرف اپنے رسول کو اجازت دی تھی آپ کو نہیں، اور انہیں بھی کچھ ہی گھڑیوں کے لئے اجازت دی تھی، اس کے بعد اس کی حرمت پہلے کی طرح لوٹا دی گئی، تمام حاضرین کو چاہیئے کہ میرا یہ پیغام ان تمام لوگوں تک پہنچادیں جو موجود نہیں ہیں۔ (بخاری)۔

مندرجہ بالا نصوص کا نچوڑ: حرمت حرمین کے تحفظ کے تقاضے اور پامالی سے بچاؤ کی شکلوں کا تذکرہ مندرجہ بالا نصوص نبویہ میں کیا گیا جس کا خلاصہ ذیل کی سطور میں درج کیا جارہا ہے:

۱)۔درختوں کے کاٹنے کی ممانعت۔

۲)۔جانوروں کے چارے کی غرض کے علاوہ باقی کسی بھی مقصد سے درخت کے پتوں کے جھاڑنے کی ممانعت۔

۳)۔ہرے پودوں کو اکھاڑنے اور ان سے تعرض کرنے سے ممانعت۔

۴)۔جانوروں کو بدکانے کی ممانعت۔

۵)۔جانوروں کے شکار کی ممانعت۔

۶)۔گری پڑی چیزوں کو اٹھانے کی ممانعت، ہاں مگر اعلان کرنے کی غرض سے اٹھایا جاسکتا ہے۔

۷)۔حرمین میں جنگ وجدال، خون خرابے، قتال اور مار پیٹ، فتنے اور فساد سے پورے طور پر ممانعت۔

۸)۔قتال اور ایذا رسانی کی غرض سے اسلحہ لے کر چلنے کی ممانعت۔

۹)۔مدینہ کے رہنے والوں کے ساتھ کسی بھی نوعیت کی برائی، یا اذیت کا ارداہ کرنے اور اس کی پلاننگ کرنے والوں کو سخت عذاب کی وعید۔

۱۰،۱۱)۔مدینہ میں بدعات ومنکرات نیز کتاب وسنت سے ہٹے ہوئے تمام طرح کے اعمال نہ صرف ممنوع ہیں بلکہ ایسے لوگوں پر لعنت کی وعید ہے، اسی طرح مذکورہ بالا خلاف شرع کرنے والوں کے اعمال سے یک گونہ دلی رضامندی بھی موجب لعنت ہے۔

۱۲)۔**مکہ مکرمہ** میں نہ صرف معصیت کے تمام درجات صغائر وکبائر کے ارتکاب سے ممانعت کی تاکید، بلکہ اس کے ارادے پر سخت عذاب کی دھمکی۔

الغرض حرمین میں موجود تمام حجاج، معتمرین، زوار، نیز وہاں کے تمام باشندے خواہ وہ فوجی اور پولیس سرکاری عہدوں سے متعلق ہوں یا عام سویلین، تمام لوگ ایک پُرامن اور مقدس وادی میں اللہ رب العالمین کے مہمان، اور اس کی حفاظت میں ہیں، اس لئے انہیں کسی بھی نوعیت کی تکلیف، مصیبت، اور پریشانی میں مبتلا کرنا سخت باعث گناہ ہے، چہ جائیکہ ان کے خون سے ہولی کھیلنا، یا اس کے لئے پلاننگ کرنا، یا پلاننگ کرنے والوں میں شریک ہونا، یا کسی بھی طرح سے ان کا ساتھ دینا، یا جانتے بوجھتے ہوئے ان کے شر وفساد سے ذمہ داران کو آگاہ نہ کرنا اپنے آپ کو رب ذوالجلال کے سخت عذاب کا مستحق بنانا ہے، اور حرمین کی حرمت کو پامال کرنے کی

کوششوں میں شریک ہونا ہے۔

حرمت حرمین کے تحفظ سے متعلق سلف صالحین کا نمونہ:

فعن أبي هريرة أنه كان يقول: (لو رأيت الظباء ترتع بالمدينة ما ذعرتها...) رواه البخاري (۱۸۷۳) ومسلم (۱۳۷۲).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اگر میں مدینہ میں ہرن کو گھاس چرتے ہوئے دیکھوں تو اسے نہ بدکاؤں کیوں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی دونوں پہاڑیوں کی بیچ کو حرمت والا قرار دیا ہے۔ (متفق علیہ)۔

وعن خالد عن عكرمة قال: هل تدري ما (لا ينفر صيدها) هو أن ينحيه من الظل ينزل مكانه) روه البخاري (۱۸۳۳).

عکرمہ (تابعی) فرماتے ہیں کہ (شکار کو بدکایا نہ جائے) کا مفہوم یہ ہے کہ اگر وہ جانور سائے کے نیچے آرام کر رہا ہو تو وہاں سے اسے ہٹا کر خود اس سائے میں آجائے۔

وعن أبى شريح رضي الله عنه عن عمرو بن سعيد الأميرأنه قال لأبي شريح: - لما حدث الحديث المذكور- أنا أعلم منك يا أبا شريح: (لا يعيذ عاصيا، ولا فارا بدم، ولا فارا بخربة) رواه البخاري (۱۰۴).

گورنر عمرو بن سعید کہتے ہیں: کسی گنہ گار، قاتل، اور کسی بھی نوع کے مجرم کو پناہ نہ دے۔

معلوم ہوا کہ اس سلامتی کے گہوارہ میں ہر شخص سلامت ہے، خواہ چرند ہو یا پرند، خواہ وہ انسان ہو یا جنات، وہاں پہونچ جانے کے بعد وہ پورے طور پر محفوظ ہے، اسے کسی بھی طرح کا خوف وہراس نہیں، وہاں تمام لوگوں کی جان، مال، عزت اور آبرو رب کی دی ہوئی حفاظت اور نگہبانی کے حصار میں بند ہو چکی ہیں، اس لئے تمام مسلمانوں کی مشترکہ ذمہ داری ہے کہ رب ذوالجلال کی عطاء کردہ حفاظت وسلامتی کا یہ تمغہ برقرار رہے۔

حرمت حرمین کی پامالی اور اسکی متعدد شکلیں تاریخی پس منظر میں: مذکورہ بالا نصوص سے حرمین کی حرمت کا پاس ولحاظ رکھنے اور اسکی عظمت کو قائم اور برقرار رکھنے کی تاکید کے ساتھ کچھ اہم آداب کی رہنمائی کی گئی ہے، جس کا اہتمام کرنا ہر مسلمان کے لئے نہایت ہی اہم اور واجب الاتباع ہے، جس کے اپنانے میں اس کی تعظیم اور اعراض ومخالفت میں اس کی بے حرمتی اور پامالی ہے، جو کہ جرم عظیم ہے، مگر بدقسمتی سے کچھ ایسے افراد ہر دور میں پائے جاتے رہے جنہیں حرمین کا امن وامان ایک پل نہ بھایا، اور ہمیشہ اس کی پامالی کی متنوع شکلوں پر عمل پیرا ہوتے رہے:

ذیل میں حرمین کی بے حرمتی اور پامالی کی گوناگوں شکلوں میں سے چند نمونے تاریخی پس منظر کے حوالہ سے ملاحظہ فرمائیں اور ساتھ ہی تمام مسلمانوں کے تحفظ حرمین اور عظمت حرمین کے بقاء کے تئیں تقصیر اور کوتاہیوں پر کف افسوس ملیں، نیز کمر ہمت کسنے اور اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہونے کے حوالے سے مل بیٹھ کر تحفظ حرمین کے تمام راستوں اور طریقوں کو اختیار فرمائیں۔

۱) خانہء کعبہ کے طواف نیز ادائیگیء عمرہ سے ممانعت: حرمین کی بے حرمتی اور پامالی کا ایک نمونہ عہد اسلام کے

ابتدائی دور میں جوکہ کفار ومشرکین کی طرف سے عمل میں آیا، جس کا تذکرہ خود اللہ رب العالمین نے کرتے ہوئے فرمایا: **(ومن أظلم ممن منع مساجد الله أن يذكر فيها اسمه وسعى في خرابها) البقرة: ۱۱۴۔**

اس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہوگا جو لوگوں کو اللہ کی مساجد میں اس کا نام بلند کرنے سے روکے اور اسے برباد کرنے کی کوشش کرے۔

دراصل سنہ ۶ ھ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار مکہ نے حدیبیہ نامی مقام پر مکہ میں داخل ہونے سے منع کردیا، حالانکہ آپ عمرہ ہی کی غرض سے مکہ جارہے تھے، لڑائی اور قتال آپ کا قطعی مقصد نہیں تھا، مگر کفار ومشرکین نے آپ کو تمام صحابہ سمیت منع کردیا، ایسا کرکے وہ اللہ کے گھر کو برباد اور پامال کرنے کی کوشش کے مرتکب ہوئے، جوکہ بہت بڑا جرم تھا، جبکہ اللہ کے گھر کو اس کے نام کے ذکر کے ساتھ ہی آباد کیا جاسکتا تھا۔

یہ وہ بڑا گناہ ہے جس کا خمیازہ انہیں بہت جلد بھگتنا پڑا اور سرزمین مکہ جہاں سے انہوں نے ظالمانہ طور پر لوگوں کو عبادت سے منع کیا تھا وہاں سے صرف دوسال کے اندر مکمل طور پر ہاتھ دھوکر نکلنا پڑا، یعنی سنہ ۸ ھ میں مکہ فتح ہوگیا اور پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمام صحابہ سمیت فاتح کی حیثیت سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ **فلله الحمد**

۲) **نفاق اور منافقین کی ریشہ دوانیاں:** عہد نبوت ہی میں حرم نبوی کے احاطہ میں رہنے والے وہ لوگ جو بظاہر مسلمان ہوچکے تھے مگر در پردہ کفار سے ملے ہوئے تھے، اور اسلام ومسلمانوں کے خلاف ریشہ دوانیوں میں ڈٹے رہتے تھے، جوکہ حرمت حرم نبوی کے سراسر مخالف قدم تھا، اللہ رب العالمین نے انہیں دو چند نصیحتیں بھی فرمائیں مگر وہ پند ونصائح کانوں سے متجاوز نہ ہوسکیں، بلکہ ضد اور ہٹ دھرمی میں اور بھی پختہ ہوتے گئے، فرمان باری تعالی ہے:

(وإذا قيل لهم لا تفسدوا في الأرض قالوا إنما نحن مصلحون ألا إنهم هم المفسدون ولكن لا يشعرون) البقرة: (۱۱-۱۲)۔

جب ان سے زمین میں فساد نہ کرنے کی بات کہی جاتی ہے تو وہ لوگ کہتے ہیں کہ زمین میں اصلاحی مشن انجام دینے والے تو بس ہم ہی ہیں، خبردار یہ تو بس فسادی ہیں مگر انہیں اس کا شعور نہیں۔

بلد اسلام میں معصیت اور نافرمانی اس کے پاکیزہ سماج کو مکدر کردیتی ہے چہ جائیکہ وہ معصیت نہایت ہی اعلی درجے کی ہو جسے کفر اور شرک کے نام سے جانا اور پہچانا جاتا ہے، جب اس کا صدور ہونے لگے، اور در پردہ کفار ومشرکین کی تائید اور حمایت کا کام اس مقدس اور حرمت والی سرزمین پر انجام دی جانے لگے، تو ایسے میں نفاق کی جڑوں کو مٹانا، اور منافقین کی قلعی کھولنا مسلمانوں کا نصب العین بن جاتا ہے، اور بیخ وبن سے ان کے وجود کو اکھاڑ پھینکنا ان کی اہم ترین ذمہ داری، جیسا کہ اللہ رب العالمین نے جابجا قرآن مجید میں اور پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث مبارکہ میں نفاق اور منافقین کی صفات اور پہچان کے ساتھ ان کے راستوں سے بچنے کی پوری تاکید فرمائی ہے۔

۳) <u>فہم نصوص وحی میں منہج صحابہ سے ہٹنے والے:</u> منہج صحابہ سے ہٹ کر مستقل مزاجی کی بیمار خصلت سے سرشار کچھ لوگوں نے نصوص وحی الٰہی کو سمجھنے کا منفرد طریقہ اختیار کر کے تنزیل کے بجائے تاویل کے عمیق غار میں واقع لڑھکتے عہد نبوت اور پورے طور پر عہد صحابہ میں نظر آتے ہیں، مندرجہ ذیل حدیث میں اسی مزاج کے ایک شخص کا یوں ذکر کیا گیا:

<u>فکر خوارج:</u>

(اتق الله يا محمد! فقال: من يطع الله إذا عصيت... فلما ولى قال: إن من ضئضيء هذا، أو في عقب هذا قوما يقرؤون القرآن لا يجاوز حناجرهم يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية، يقتلون أهل الإسلام ويدعون أهل الأوثان لئن أنا أدركتهم لأقتلنهم قتل عاد) رواه البخاری (۳۳۴۴) ومسلم (۱۰۶۴)۔

یعنی ایک شخص پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتا ہے: اے محمد اللہ سے ڈریئے! آپ نے فرمایا: اس کا فرماں بردار کون ہوگا اگر میں اس کا نافرمان ہوں!!! جب وہ آدمی واپس جانے کے لئے مڑا، تو آپ نے فرمایا: اس کی نسل سے کچھ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن کریم پڑھیں گے مگر ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا، وہ دین سے ایسے باہر ہوجائیں گے جیسے کہ تیر کمان سے نکل جاتا ہے، <u>وہ اہل اسلام کو قتل کریں گے، اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے</u>، اگر میں انہیں پاؤں تو قوم عاد کی طرح قتل کردوں۔ (متفق علیہ)

مدینے کی مقدس سرزمین میں جس شخص نے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جس جسارت اور گستاخی کا ارتکاب کیا، وہ بجائے خود حرم مدینہ کی پامالی کا ایک اعلی نمونہ ہے، چہ جائیکہ آپ کی پیش گوئی کے بمصداق ایسے لوگ امر واقع میں پائے گئے، اور آپ کی بتائی ہوئی نشانیوں کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ قتال کرتے ہوئے ان کی ایک بہت بڑی تعداد ماری بھی گئی، جنہیں تاریخ کے اوراق میں خوارج کا نام دیا گیا۔

انہیں لوگوں کے بارے میں جب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا یہ لوگ مشرک ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: نہیں، وہ تو شرک کی دلدل سے نکل کر اسلام کے سائے میں پناہ لینے والے لوگ ہیں، پھر کہا گیا: تو کیا یہ منافق ہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں، کیونکہ منافقین اللہ رب العالمین کا ذکر بہت کم کرتے ہیں، پوچھا گیا: پھر وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: یہ ہمارے خلاف علم بغاوت کرنے والے لوگ ہیں۔ **المصنف لابن ابی شیبة** (۱۲/ ۵۴)۔

خوارج کے تعلق سے شیخ صالح الفوزان فرماتے ہیں: خوارج کا مذہب تین امور سے بنتا ہے: ۱) مسلمانوں کی تکفیر کرنا۔ ۲) ولی امر (حاکم وقت) کی اطاعت سے خروج کرنا۔ ۳) مسلمانوں کو مباح الدم قرار دینا۔

اس طور پر اگر دیکھا جائے تو آج ہمارے درمیان ایک تعداد ہے جو مسلمانوں کے مابین مذکورہ بالا تینوں یا بعض اوصاف کی حامل ہے، جو حرمین شریفین کی حرمت کا بھی اپنے اس مذہب پر عمل کرنے کے راستے میں قطعی طور پر خیال نہیں کرتے، اور آئے دن اس کی پامالی کے مرتکب ہوتے نظر

آتے رہتے ہیں، یعنی مسلمانوں کی تکفیر کے ساتھ ساتھ، حاکم وقت کے خلاف طرح طرح کی پلاننگ کرنے، جائے واقعہ پر قتل وغارت گری کرنے، اور بم دھماکے وغیرہ کے ارتکاب سے بھی نہیں چوکتے۔ اللہ ہم سب کی اصلاح فرمائے اور صحیح سوجھ بوجھ سے نوازے۔ آمین

۴) **فکر رفض وتشیع:**

ارض حرمین پر بہت سے افکار اور نظریات نے جنم لیا جن میں سرفہرست فکر رفض وتشیع ہے جو سارے افکار ونظریات پر چھایا نظر آتا ہے، جس کا باوا آدم ابن سبا یہودی ہے، جو اسلام کے غلبہ کو دیکھ کر اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کی صفوں میں داخل ہوکر اپنی سبئیت کے ڈانڈے پھیلاتے ہوئے جگہ جگہ پورے آب وتاب کے ساتھ نظر آتا ہے، چنانچہ سنہ ۱۴ھ میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو، اور سنہ ۳۷ھ میں بلوائیوں کو مدینہ طیبہ میں اکٹھا کر کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت میں اہم رول ادا کیا، اس کے بعد جرائم روافض کا سلسلہ نہ ختم ہونے والا شروع ہوا جو آج تک جاری وساری ہے۔

روافض کے عقائد پر گفتگو کرتے ہوئے شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں: (**ومذهب الرافضة شر من مذهب الخوارج المارقين، فإن الخوارج غايتهم تكفير عثمان وعلى وشيعتهما، والرافضة تكفير أبى بكر وعمر وعثمان، وجمهور السابقين الأولين، وتجحد من سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم أعظم مما جحد به الخوارج، وفيهم من الكذب والافتراء والغلو والإلحاد ماليس في الخوارج، وفيهم من معاونة الكفار على المسلمين ما ليس فى الخوارج) مجموع الفتاوى (۲۸/۵۲۷، ۵۲۸)۔**

یعنی روافض کا مذہب دین سے نکلے ہوئے خوارج کے مذہب سے بدتر ہے، کیونکہ خوارج حضرت عثمان اور علی رضی اللہ عنہم اوران کی مؤید جماعت کی تکفیر پر بس کرتی ہے، جبکہ روافض ان سے دوقدم آگے بڑھ کر حضرت ابو بکر وعمر اور عثمان کے علاوہ اکثر کبار صحابہ جنہوں نے پہلے پہل اسلام قبول فرمایا، روافض ان سب کی تکفیر کرتے ہیں، نیز خوارج سے بڑھ کر پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کا انکار کرتے ہیں، اور کذب بیانی، بہتان تراشی، مبالغہ آمیزی، تمام طرح کی بے دینی میں خوارج سے پیش پیش ہیں، ان تمام خباثتوں پر مستزاد یہ کہ مسلمانوں کے خلاف کفار ومشرکین کی مدد میں اس قدر آگے ہیں کہ خوارج اس میں ان کی ہمسری نہیں کر سکتے۔ (مجموع فتاوی)

یہی وجہ ہے کہ روافض نے اپنے مدعا کے حصول کے راستے میں کسی بھی چیز کی حرمت کا پاس ولحاظ نہیں رکھا، خواہ اس کا تعلق جان کی حرمت سے ہو یا مال کی، دین کی حرمت سے ہو یا عزت وآبرو کی، حرمین کی حرمت سے متعلق ہو یا صحابہء کرام کی، یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کے خلاف ان کے غدر وبدعہدی کی تاریخ بہت طویل ہے، اگر کچھ نہ ہوتا صرف ابن العلقمی کا غدر سقوط بغداد کے راستے میں، اور اس میں لاکھوں مسلمانوں کے قتل عام کا حادثہء فاجعہ ہوتا تو کافی وشافی تھا، چہ جائیکہ تاریخ کے

صفحات ان کے ان گنت شر انگیزیوں سے بھرے پڑے ہیں، نیز ارض حرمین میں ان کی خونچکاں واردات قصہء پارینہ بن چکے ہیں۔

ماضی پر نگاہ ڈالیں تو (۳۱۷ھ) کا واقعہ ان تمام واقعات میں سرفہرست کی حیثیت رکھتا ہے جو ان کے ناپاک عزائم اور خبیث ارادوں کی غماز ہے جس میں ظالم قرمطی نے یوم ترویہ کو حجاج کرام پر حملہ کر کے انہیں موت کے گھاٹ اتارا، اور منی کے ساتھ مکہ مکرمہ اور مسجد حرام بلکہ خانہء کعبہ کو بھی اپنی حیوانیت اور بربریت کی آماجگاہ بنایا، اور وہاں حجاج کرام کی ایک بڑی تعداد کو بے تحاشہ قتل کیا، اور زمزم کے کنویں میں انہیں دفن کر دیا، اسی پر بس نہیں کیا، بلکہ کعبہ کے دروازہ کو اکھاڑنے، اور اس کے غلاف کو اتار کر پھاڑنے کا حکم دیا، نیز حجر اسود کو کعبہ کی دیوار سے نکال کر اپنے ساتھ لے جانے کا حکم صادر فرمایا، اور یہ جنتی پتھر اس خبیث ملعون شخص کے پاس تقریبا ۲۲/سال تک باقی رہا یہاں تک کہ اس نے سنہ ۳۳۹ھ میں واپس کیا۔ (البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر)۔

دور حاضر کے خونچکاں حوادث میں ۱۴۰۶ھ کے واقعہ کو شہرت حاصل ہے، جس میں یہ روافض بارود اور قابل تفجیر اسلحوں پر مشتمل بیش بہا ذخائر ارض حرمین میں سپلائی کرنے میں کامیاب رہے، مگر رب ذوالجلال کا لطف وکرم ساتھ رہا اور قبل از وقت دھر لئے گئے اور حجاج ان کی مذموم چالوں کے شکار ہونے سے بچ گئے، **فللہ الحمد والمنۃ**۔

مگر انہوں نے ہمت نہ ہاری اور اگلے سال سنہ ۱۴۰۷ھ کو مکہ مکرمہ میں امریکہ کے خلاف چھری چاقو اور دیگر اسلحوں کے ساتھ جلوس اور مظاہرات نکالا، جس میں متعدد خسائر مالیہ کے علاوہ حجاج کرام، اور مقامی حفاظتی پولیس کا بے تحاشہ قتل عام کیا، جس میں تقریبا (۴۰۲) افراد کام آئے، جن میں سرکاری پولیس عملہ کی کل تعداد (۸۵) کے علاوہ باقی حجاج کرام ہی تھے جو ان کی ظلم وبربریت کا اللہ کے امن وامان والے شہر میں شکار ہوئے۔

یہ سلسلہ یہیں ختم نہیں ہوگیا، بلکہ اپنی وسعت اور پہونچ کے اعتبار سے جاری وساری رہا، چنانچہ سنہ ۱۴۰۹ھ میں ۷/ذی الحجہ کی شام کو ان کے بہیمانہ سازش اور حملے کی تاب نہ لاکر ایک پاکستانی حاجی دم توڑ بیٹھا، جبکہ (۱۶) افراد زخم سے دوچار ہوئے۔

اس کے کچھ سالوں بعد معیصم نفق (سرنگ) کا مشہور واقعہ پیش آیا جس میں انہوں نے پوری پلاننگ کے تحت اس طور پر سرنگ میں گیس چھوڑا کہ حجاج کرام چکیوں کے دو پاٹ میں پس کر رہ جائیں، اور ایسے ہی ہوا، چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے اس حادثہء فاجعہ سے بے شمار حجاج موت کے گھاٹ اتار دئے گئے۔ **(راجع کتاب: جرائم الرافضۃ فی الحرمین علی مر العصور) وغیرہ۔**

اس پر مستزاد یہ کہ روافض کا عقیدہ حرمین کے تعلق سے بھی کچھ ایسا ہی ہے کہ وہ حرمین کے تقدس کو بھلا بیٹھیں، اور اسکی حرمت پامال کرنے میں ذرا تردد سے کام نہ لیں، مندرجہ ذیل سطور میں ایک مثال نقل کی جارہی ہے جس سے ان کے خبث باطن کا ٹھیک ٹھیک اندازہ لگایا جاسکتا ہے:

(إن زيارة قبر الحسين تعدل عشرين حجة، أو أفضل من عشرين عمرة وحجة) **فروع الكافي (۴/۳۲۴) بحواله جرائم الرافضة في الحرمين۔**

یعنی حسین رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت بیس حج کے برابر ہے، یا بیس حج وعمرہ سے افضل ہے۔

مستقبل میں روافض کے عزائم اور منصوبے: کیا اسی پر بس کرلیا گیا؟ نہیں بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر دل پر ہاتھ رکھ کر کچھ ان کے گھناؤنے عزائم پر ایک سرسری نگاہ ڈالتے چلیں جس سے ان کے مذموم ارادے اور پلاننگ کا پتہ چلتا ہے:

-حجر اسود کو کعبہ سے نکالنا۔

-حجرہ ءنبویہ کو مسمار کرکے حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے جسد طاہر کو باہر نکال کر سزا دینا، اور ان دونوں کو پھانسی کے پھندوں پر لٹکانا۔

-مسجد نبوی اور مسجد حرام کو مسمار کرکے تہس نہس کرنا۔

-صفا اور مروہ کے درمیان حجاج کرام کا قتل عام کرنا۔

-حج امور کے ذمہ داران اور مشرفین ومعلمین کے ہاتھ پاؤں کاٹ لینا۔

دیکھئے بحار الأنوار للمجلسی (۵۳/۴۰) والغيبة للطوسی (ص ۲۵۲) وغیرہ۔

حرمین کی پامالی اور بے حرمتی کی اس سے بڑھ کر اور کیا شکل ہوسکتی تھی جو اس فرقہ نے مسلمانوں کے تئیں روا نہ رکھی ہو، اور مستقبل میں اس کی روشنی میں پلاننگ نہ تیار کی ہو۔

حرمت حرمین کی پامالی کے اغراض ومقاصد پر اگر غور کیا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ یہ قوم یا اس کے علاوہ بقیہ اور دیگر اقوام مندرجہ ذیل اہداف اور مقاصد پیش نظر رکھتے ہیں:

-امت مسلمہ میں خونی قربان گاہ قائم کیا جائے، تاکہ اہل سنت افرادی قوت کے اعتبار سے کمزور ہوجائیں، اور روافض غالب آجائیں۔

-مشاعر مقدسہ میں فوضویت اور لاقانونیت (جنگل راج) قائم کرنا، تاکہ امن وامان کا ماحول ختم ہوجائے۔

- مسلمانوں کے مابین فتنہ انگیزی کو ہوا دینا اور بڑھانا، کیونکہ روافض کو مسلمانوں کی یکجہتی کی خوشی دیکھی نہیں جاتی، اس لئے وہ اوچھے داؤ پیچ سے کبھی نہیں چوکتے۔

- نیز ایک مقصد اہل سنت کو خوفزدہ کرتے رہنا، اور انہیں دہشت میں مبتلا کئے رکھنا، دیکھئے سورہ احزاب (۶۰، ۶۱)۔

-اہل سنت پر اپنی کثرت کا رعب طاری کرنا، حالانکہ یہ سب نہایت ہی مذموم ترین اعمال میں سے ہیں۔ دیکھئے سورۂ الانفال (۴۷)۔

یہ اور اس جیسے گھناؤنے قسم کے مقاصد حرمت حرمین کی پامالی کرنے والوں کے مدنظر رہتا ہے، جسے بروئے کار لانے کے لئے وہ طرح طرح کی اوچھی حرکتیں وقتا فوقتا کرتے رہتے ہیں۔

اللہ رب العالمین ہم سب کا حامی وناصر ہو، اور ہمارے حال پر رحم وکرم نازل فرمائے، اور بد باطنوں کے ناپاک عزائم سے حرمین کی حفاظت فرمائے، آمین۔

☆☆☆

خصوصی مضمون

۱

خطبۂ حجۃ الوداع

● ابوزید ضمیر

10 ہجری میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا۔ یہ آپ کی زندگی کا پہلا اور آخری حج تھا، اس کے کچھ ہی عرصہ بعد آپ کی وفات ہوگئی۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اِس بات کا پورا احساس تھا کہ شاید یہ آپ کا آخری حج ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اس حج میں آپ لوگوں سے کہہ رہے تھے:

لِتَأْخُذُوا مَنَاسِكَكُمْ، فَإِنِّي لَا أَدْرِي لَعَلِّي لَا أَحُجُّ بَعْدَ حَجَّتِي هَذِهِ

مجھ سے حج کے مناسک سیکھ لو، کیونکہ مجھے نہیں معلوم، شاید میں اس حج کے بعد دوبارہ حج نہ کرسکوں۔ [مسلم: كتاب الحج 310-(1297)]

یہی وہ سبب ہے جس کی وجہ سے اس حج کو حجۃ الوداع کہا جاتا ہے، یعنی الوداعی حج۔ (وَبِهَذَا سُمِّيَتْ حَجَّةُ الْوَدَاعِ (شرح النووي على مسلم (45/9))

اس حج میں مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد شریک تھی۔ قریب اور دور کے، مختلف علاقوں اور قبائل کے افراد موجود تھے۔ ایسے موقع پر امت کو ایک جامع پیغام دینا سیاسی وسماجی حکمت کے ساتھ ساتھ اللہ کے آخری نبی اور رسول ہونے کی حیثیت سے آپ کی دعوتی ذمہ داری کا تقاضا بھی تھا۔ لہٰذا یوم النحر یعنی عید الاضحیٰ کا دن تھا)**خَطَبَنَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَوْمَ النَّحْرِ**... [خ: الحج 1741 - م: القسامة والمحاربين والقصاص والديات 29 - (1679) عن أبي بكرة] اور آپ منیٰ میں اپنی اونٹنی عَضْبَاء - جسے **قَصْوَاء** بھی کہا جاتا تھا (بخاری: كتاب الجهاد والسير : **بَابُ نَاقَةِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم**) - پر سوار تھے۔ (عنِ الهِرْمَاسِ بْنِ زِيَادٍ الْبَاهِلِيِّ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَخْطُبُ النَّاسَ عَلَى نَاقَتِهِ الْعَضْبَاءِ يَوْمَ الْأَضْحَى بِمِنًى (احمد، ابوداود، ابن خزيمه، ابن حبان) [سنن ابي داود بتحقيق الألباني 1954] (حسن)) نہایت مختصر وقت میں آپ نے امت کو ایک ایسا پیغام دیا جس میں غور وفکر کرنے والوں کے لیے سماج کے باہر اور اس کی اصلاح سے متعلق کافی رہبری موجود تھی۔ اس پیغام میں آپ نے مسلم معاشرہ کے افراد کو انسانی جان ومال کی حرمت کا سبق دیا، آپ نے نسل درنسل انتقام کے نام پر چلنے والی باہم دشمنی اور خون ریزی کا خاتمہ کیا، نفع کے نام پر چلنے والے معاشی استحصال سُود کو بنیاد سے اکھاڑ پھینکا، جاہلیت کے افکار اور رسم ورواج کو پیروں تلے روند کر ان کی جھوٹی عظمت کو ختم کردیا، سماج کی بنیادی اکائی گھر کے بنیادی رکن شوہر بیوی کے لیے ایک دوسرے کے حقوق اور حدود دونوں کی تعیین کردی اور ایک دوسرے سے حسن سلوک کی تلقین کی۔ مسلمانوں کو زندگی کے تمام گوشوں میں ہدایت اور رہبری کے لیے قرآن کریم کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا، اللہ کے آسمان کے اوپر ہونے اور تمام امور پر گواہ ہونے کے عقیدہ کی تجدید کی اور اپنی رسالت کی ذمہ داری کی حسنِ ادائیگی کا امت کے اِن نفوس سے اقرار کرایا جو

امت کے سب سے سچے اور بہترین افراد تھے۔

اس اعتبار سے دیکھا جائے تو یہ خطبہ نہایت ہی جامع خطبہ تھا جس میں جان و مال، کسب حلال، معاشرتی وعائلی حقوق، جاہلانہ افکار وعادات وبدعات سے پرہیز اور اللہ اور رسول سے متعلق صحیح اعتقاد کو بڑے ہی اختصار کے ساتھ بیان کر دیا گیا۔ آیئے اس خطبہ کے الفاظ سے اس کے مضمون کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

حدیث کی مختلف کتابوں میں اس خطبہ کے مختلف اجزاء متفرق طور پر مروی ہیں۔ ابن ہشام نے ابن اسحاق کے حوالے سے اس خطبہ کے مختلف اجزاء کو یکجا ذکر کیا ہے۔ (سیرۃ ابن ھشام ت السقا (2/ 603)) بخاری ومسلم میں بھی حجۃ الوداع اور اس خطبہ کے متعلق متعدد روایات موجود ہیں۔ لیکن صحیح مسلم میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی ایک ہی روایت میں اس خطبہ کا بیشتر حصہ آجاتا ہے، اور اسی روایت کو ہم یہاں نقل کر کے اس سے ماخوذ نقاط کو ذکر کریں گے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فَخَطَبَ النَّاسَ وَقَالَ:

1. إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ
كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا

2. أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الجاهِلِيَّةِ تحتَ قَدَمَيَّ مَوْضُوعٌ

•وَدِمَاءُ الجاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ

وَإِنَّ أَوَّلَ دَمٍ أَضَعُ مِنْ دِمَائِنَا دَمُ ابْنِ رَبِيعَةَ بْنِ الحارِثِ،

كَانَ مُسْتَرْضِعًا فِي بَنِي سَعْدٍ فَقَتَلَتْهُ هُذَيْلٌ،

•وَرِبَا الجاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ،

وَأَوَّلُ رِبًا أَضَعُ رِبَانَا رِبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ المطَّلِبِ، فَإِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ،

3. فَاتَّقُوا اللهَ فِي النِّسَاءِ، فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُموهُنَّ بِأَمَانِ اللهِ،

وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللهِ،

وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُونَهُ،

فَإِنْ فَعَلْنَ ذَلِكَ فَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ،

وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالمعْرُوفِ،

4. وَقَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ
مَا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ إِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهِ، كِتَابُ اللهِ،

5. وَأَنْتُمْ تُسْأَلُونَ عَنِّي، فَمَا أَنْتُمْ قَائِلُونَ؟

قَالُوا: نَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَأَدَّيْتَ وَنَصَحْتَ

فَقَالَ: بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ، يَرْفَعُهَا إِلَى السَّمَاءِ وَيَنْكُتُهَا إِلَى النَّاسِ

اللهُمَّ اشْهَدْ، اللهُمَّ اشْهَدْ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

[مسلم: الحج 147-(1218)]

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا:

تمہارے خون اور تمہارے مال ایک دوسرے پر حرام ہیں، ویسے ہی جیسے تمہارے اس دن (یوم النحر) کی تمہارے اس مہینہ (ذو الحجہ) میں تمہارے اس شہر (مکہ) میں حرمت ہے۔

خبردار، جاہلیت کی ہر چیز میرے دونوں قدموں تلے ہے، اور باطل ہے۔

اور جاہلیت کے تمام خون (یعنی قتل کے قصاص) ختم کر دیے

گئے۔ اور سب سے پہلا میں اپنے ہی خاندان کے خون، ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا خون معاف کرتا ہوں، یہ ایک دودھ پیتا بچہ تھا جو بنی سعد میں پرورش پا رہا تھا، اسے ہذیل نے قتل کر دیا تھا۔

اور جاہلیت کے تمام سُود ختم کر دیئے گئے، اور سب سے پہلے میں اپنے ہی (خاندان کے) سُود، عباس بن عبدالمطلب کے سود کو ختم کر رہا ہوں، وہ سب کا سب ختم (یعنی معاف) کر دیا گیا۔

اور عورتوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرتے رہو، اسلیے کہ تم نے انھیں اللہ کی امان سے حاصل کیا ہے اور اُن سے مباشرت کو اللہ کے کلمہ (یعنی قرآنی حکم) سے حلال کیا ہے۔ تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ تمہارے بستر پر کسی ایسے شخص کو نہ بیٹھنے دیں جو تمہیں ناپسند ہو، اگر وہ یہ (غلطی) کر بیٹھیں تو پھر تم ان پر ہاتھ اٹھا سکتے ہو، لیکن اسطرح نہیں کہ انھیں چوٹ پہنچادو۔ اور ان کا بھی تم پر حق ہے کہ تم بھی اچھے طریقے سے ان کا رزق اور لباس فراہم کرو۔

اور میں نے تمہارے درمیان ایک ایسی چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم اسے مضبوطی سے تھامے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ (وہ چیز) اللہ کی کتاب (ہے)۔

اور تم سے میرے متعلق پوچھ ہوگی، تو تم کیا جواب دو گے؟

سب نے کہا: ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے (اللہ کا پیغام) پہونچا دیا، اور (اس کی طرف سے آئی ہوئی) امانت ادا کر دی، اور (لوگوں کے ساتھ) خیرخواہی کا حق ادا کر دیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سبابہ (شہادت کی انگلی) آسمان کی طرف اٹھائی اور اسے لوگوں کی طرف جھکا یا اور تین مرتبہ فرمایا: اے اللہ تُو گواہ رہنا، اے اللہ تُو گواہ رہنا۔

[صحیح مسلم: کتاب الحج 147-(1218)]

اب آیئے اس خطبہ کے ایک ایک فقرہ پر غور کر کے اپنے ایمان کو تازہ کریں۔

1. مسلمان کی جان و مال اور عزت کا احترام

اس خطبہ میں سب سے پہلی چیز جس کی طرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی توجہ مبذول کرائی وہ جان و مال کی حرمت ہے۔

آپ نے فرمایا:

إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ (عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رضى الله عنه قَالَ: خَطَبَنَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَوْمَ النَّحْرِ، قَالَ: أَتَدْرُونَ أَيُّ يَوْمٍ هَذَا؟ قُلْنَا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ. قَالَ: أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ؟ قُلْنَا: بَلَى. قَالَ: »أَيُّ شَهْرٍ هَذَا؟«، قُلْنَا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ، فَقَالَ أَلَيْسَ ذُو الحَجَّةِ؟، قُلْنَا: بَلَى، قَالَ »أَيُّ بَلَدٍ هَذَا؟« قُلْنَا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ، قَالَ أَلَيْسَتْ بِالْبَلْدَةِ الحَرَامِ؟ قُلْنَا: بَلَى، قَالَ: فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا إِلَى يَوْمِ تَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: اللَّهُمَّ اشْهَدْ فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الغَائِبَ، فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعَى مِنْ سَامِعٍ، فَلَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا، يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.

[خ: الحج 1741 - م: القسامة والمحاربين والقصاص والديات 30 - (1679)]) كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا)

تمہارے خون اور تمہارے مال ایک دوسرے پر حرام ہیں، ویسے ہی جیسے تمہارے اس دن (یوم النحر) کی تمہارے اس مہینہ

(ذوالحجہ) میں تمہارے اس شہر (مکہ) میں حرمت ہے۔

اس خبر میں خود اس بات کی تاکید موجود ہے کہ کسی مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون بہانا یا اس کے مال میں ناحق تصرف کرنا جائز نہیں۔ اور یہ حرمت عام دنوں میں بھی ویسی ہی ہے جیسے مکہ میں ذوالحجہ کے مہینہ میں عین عید کے دن ہو۔ ایک دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جان و مال کے ساتھ ساتھ یہ حرمت عزت کے معاملہ میں بھی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ، وَمَالُهُ، وَعِرْضُهُ

ایک مسلمان کا خون، اس کا مال اور اس کی عزت و آبرو ہر مسلمان پر حرام ہے۔

[بخاري: البيوع 2150 - مسلم: البر والصلة والآداب 32-(2564)]

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا: اے گھر، ہم تجھے مرحبا کہتے ہیں، کیسی عظمت والا ہے تُو، اور تیری حرمت کیسی عظیم ہے، لیکن ایک مومن کی حرمت اللہ کے نزدیک تیری حرمت سے بھی بڑھ کر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تیرے معاملہ میں تو ایک ہی حرمت رکھی لیکن مومن کے سلسلہ میں تین چیزیں حرام کردیں: اس کا خون، اس کا مال اور یہ کہ اس سے بدگمانی کی جائے۔

(ہب) عن ابن عباس (ابن ماجہ) عن ابن عمر [الصحيحة 3420] (عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ لما نَظَرَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم إِلَى الْكَعْبَةِ قَالَ: مَرْحَبًا بِكِ مِنْ بَيْتٍ مَا أَعْظَمَكِ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكِ. وَلَلْمُؤْمِنُ أَعْظَمُ حُرْمَةً عِنْدَ اللهِ مِنْكِ. إِنَّ اللهَ حَرَّمَ مِنْكِ وَاحِدَةً وَحَرَّمَ مِنَ الْمُؤْمِنِ ثَلَاثًا دَمَهُ وَمَالَهُ وَأَنْ يُظَنَّ بِهِ ظَنَّ السَّوْءِ (هب) عن ابن عباس (ابن ماجه) عن ابن عمر [الصحيحة 3420] تراجع الشيخ الألباني عن تضعيف حديث ابن ماجه إلى تحسينه.)

2. جاہلیت کے رسم و رواج و بدعات کی حرمت

دوسری چیز جسکی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خطبہ میں تاکید کی وہ جاہلیت کے رسم و رواج سے اجتناب ہے۔ جاہلیت اسلام سے پہلے کے فکر و عمل، نظریات و عقائد اور عبادات و اخلاق کو کہتے ہیں۔ اسلام سے پہلے عرب عقیدہ و عمل کی جن خرافات میں مبتلا تھے وہ سب جاہلیت ہی کے مختلف پہلو ہیں۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جاہلیت کی تمام رسموں کو ممنوع اور باطل قرار دیا۔ آپ نے فرمایا:

أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمَيَّ مَوْضُوعٌ

خبردار، جاہلیت کی ہر چیز میرے دونوں قدموں تلے ہے، اور باطل ہے۔

کعبہ کا برہنہ طواف کرنا، معصوم بچے بیویوں کو فقر و فاقہ یا قبائلی عار کی بنیاد پر اپنے ہاتھوں زمین میں دفن کر کے قتل کر دینا، جاہلانہ قبائلی حمیت کی بنیاد پر سالوں سال باہم جنگ کرتے رہنا، اپنے ذاتی مفاد کے پیش نظر سماج میں من مانے قاعدے قانون بنا کر اس کی بیجا پابندی کرنا یہ سب اسی جاہلیت کی مختلف شکلیں تھیں جنہیں عرب میں گویا دین کی حیثیت حاصل تھی۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جاہلیت کے رسم رواج کو اپنے اس قول سے بے اصل بنا کر اس کے تواتر کی عظمت کو قدموں تلے روند دیا۔

جاہلیت کے سلسلہ میں متعدد حدیثیں آئیں ہیں جن سے اس بات کے سمجھنے میں آسانی ہوسکتی کہ واقعی جاہلیت کیا چیز ہے۔

حوادث میں اللہ کی بجائے مخلوق سے استمداد یا اللہ کی تقدیر

پرصبر ورضا کی بجائے ماتم اعمالِ جاہلیت میں سے ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَرْبَعٌ فِي أُمَّتِي مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يَتْرُكُونَهُنَّ: الْفَخْرُ فِي الْأَحْسَابِ، وَالطَّعْنُ فِي الْأَنْسَابِ، وَالْاسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُومِ، وَالنِّيَاحَةُ۔

میری امت میں جاہلیت کی چار چیزیں باقی رہیں گی جنھیں لوگ چھوڑیں گے نہیں۔ حسب (اونچے خاندان) پر فخر کرنا، (دوسروں کے) نسب پر طعن کرنا، ستاروں کے اثر سے بارش کا اعتقاد رکھنا، اور (مرنے والے پر) نوحہ کرنا۔ [مسلم: الجنائز 29-(934)]

نسلی وقبائلی تفوق کا تصور اور فخر بھی جاہلیت ہے۔

ایک دوسری حدیث میں آپ نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ (قَالَ الْخَطَّابِيُّ: الْعُبِّيَّةُ الْكِبْرُ وَالنَّخْوَةُ [تحفة الأحوذي]) وَفَخْرَهَا بِالْآبَاءِ إِنَّمَا هُوَ مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ النَّاسُ كُلُّهُمْ بَنُو آدَمَ وَآدَمُ خُلِقَ مِنْ تُرَابٍ۔

اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کے گھمنڈ اور باپ دادا پر فخر کو ختم کردیا ہے۔ اب آدمی یا تو تقویٰ شعار مومن ہے یا پھر بدبخت فاجر۔ لوگ سب کے سب آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا کیے گئے تھے۔

(ترمذي) عن أبي هريرة. [صحيح الجامع 5482] (صحيح).

عورتوں کی بے پردگی بھی جاہلیت ہی کے طرز حیات کا جزو ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں سے اور تبعاً ساری مسلمان خواتین سے فرمایا:

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى۔

اور اپنے گھروں میں بیٹھی رہیو اور دورِ جاہلیت کی (عورتوں) کی طرح اپنی زینت کا اظہار نہ کرنا۔ [الأحزاب 32-33]

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جاہلیت کے تمام امور کو باطل قرار دیکر ختم کردیا تو بطور مثال دو بڑی چیزوں کو بیان کیا جو خون ومال ہی سے متعلق تھیں۔ آپ نے اپنے پچھلے تمام خون اور پچھلے تمام سود ختم کردیے۔ اب کسی کے لیے ماضی کے خون کا بدلہ لینے کی گنجائش باقی نہ رہی اور نہ ہی پچھی قرضوں پر سود لینے کا جواز رہا۔ آپ نے اس معاملہ کی عملی تطبیق کے طور پر شروعات اپنے ہی گھر سے کی۔

جاہلیت کے بدلہ کا خاتمہ

آپ نے فرمایا:

وَدِمَاءُ الجاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ، وَإِنَّ أَوَّلَ دَمٍ أَضَعُ مِنْ دِمَائِنَا دَمُ ابْنِ (وَاسم هَذَا الابْن إِيَاس عِنْد الجمْهُور وَقيل حَارِثَة وَقيل تَمام وَقيل آدم قَالَ الدَّارَقُطْنِيّ هَذَا تَصْحِيف من دم بن الحارِث هُوَ بن عبد المطلب كَانَ مسترضعا في بني سعد فَقتله هُذَيْل قَالَ الزبير بن بكار كَانَ طفْلا صَغِيرا يحبو بَين الْبيُوت فَأَصَابَهُ حجر في حَرْب كَانَت بَين بني سعد وَبني لَيْث بن بكر [شرح السيوطي على مسلم (3/ 326)]) رَبِيعَةَ بْنِ الحارِثِ، كَانَ مُسْتَرْضِعًا في بَنِي سَعْدٍ فَقَتَلَتْهُ هُذَيْلٌ،

اور جاہلیت کے تمام خون (یعنی قتل کے قصاص) ختم کردیے گئے۔ اور سب سے پہلے میں اپنے ہی خاندان کے خون، ربیعہ بن حارث کے بیٹے کے خون کو ختم (یعنی معاف) کرتا ہوں، یہ

ایک دودھ پیتا بچہ تھا جو بنی سعد میں پرورش پا رہا تھا، اسے ہذیل نے قتل کر دیا تھا۔

یہ ایک بہت بڑا اقدام تھا جو ماضی سے چلے آرہے مسلسل جھگڑوں کے لیے گویا کہ روک اور نئی شروعات کے مترادف تھا۔ عربوں میں ماضی میں قتل وغارت گری اتنی ہو چکی تھی کہ باہمی انتقام کا سلسلہ یک لخت ختم نہ کیا جاتا تو کبھی امن کے حالات پیدا نہیں ہو سکتے تھے، اور ہر انتقام کے نتیجہ میں دوسرے انتقام کا دروازہ کھل جاتا۔

یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سماجی امن اور بھائی چارے کو قائم کرنے کی خاطر گویا کہ پورے معاملہ کو "ری سیٹ" کر دیا۔ پھر آپ نے اس معافی کے نفاذ کی شروعات اپنے خاندان سے کی۔

اسلام میں سماجی امن کے قیام کے لیے اگرچہ قصاص کا حکم دیا گیا ہے لیکن اسی کے ساتھ مسلم اخوت کو مدنظر رکھتے ہوئے عفوودرگذر کی بھی ترغیب دی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَمَنۡ عُفِیَ (والمعنى: أن القاتل إذا عفا عنه ولي المقتول عن دم مقتوله وأسقط القصاص، فانه يأخذ الدية، ويتبع بالمعروف، ويؤدي اليه القاتل بإحسان. [الموسوعة القرآنية (9/ 138)]) لَهُ مِنۡ أَخِيهِ شَیۡءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالۡمَعۡرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيۡهِ بِإِحۡسَانٍ

لہٰذا جس کو اس کے بھائی کی طرف سے (قتل کے معاملہ میں) معافی مل جائے تو (دیت طلب کرنے والے کو چاہیے کہ وہ) بھلے طریقے سے مطالبہ کرے اور (قاتل کو چاہیے کہ وہ) اچھے طریقے سے اسے (دیت) ادا کر دے۔ [البقرۃ:178]

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلۡيَعۡفُوا وَلۡيَصۡفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنۡ يَغۡفِرَ اللّٰهُ لَكُمۡ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ۔

(اہل ایمان کو) چاہیے کہ وہ (دوسروں کو) معاف کر دیں اور درگذر کریں، کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ خود اللہ تمہیں معاف کر دے؟ اور اللہ تو بڑا مغفرت کرنے والا، رحم فرمانے والا ہے۔ [النور:22]

معاشی معاملات میں کسب حرام کی ممانعت

جاہلیت کے منکرات میں سے ایک بڑا منکر سُود بھی تھا۔ سُود ضرورت مند کی مجبوری کا فائدہ اٹھا کر اس کا معاشی استحصال کرنے کا نام ہے۔ اسلام سے پہلے بھی سُود سماج کا اژدہا تھا اور آج بھی اسکی اس حیثیت میں کوئی فرق نہیں آیا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جاہلیت کے سُود کا خاتمہ کر کے سماج کو اس ظالمانہ طوق سے آزاد کر دیا۔ آپ نے اپنے اس عمل سے سماج کو حرام کمائی کے تمام راستوں سے بچنے کی تلقین کر دی۔ اور سُود کے ابطال میں آپ نے خود اپنے گھر سے شروعات کی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ جاہلیت میں سُودی لین دین کیا کرتے تھے اور لوگوں پر ان کا کافی قرض باقی تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسروں کے لیے عملی اسوہ بنتے ہوئے خود اس سارے سود کو ختم کر دیا۔ آپ نے فرمایا:

وَرِبَا الۡجَاهِلِيَّةِ مَوۡضُوعٌ، وَأَوَّلُ رِبًا أَضَعُ رِبَانَا رِبَا عَبَّاسِ بۡنِ عَبۡدِ الۡمُطَّلِبِ، فَإِنَّهُ مَوۡضُوعٌ كُلُّهُ،

اور جاہلیت کے تمام سُود مٹا دئے گئے، اور سب سے پہلے میں اپنے ہی (خاندان کے) سُود، عباس بن عبد المطلب کے سود کو ختم کر رہا ہوں، وہ سب کا سب ختم (یعنی معاف) کر دیا گیا۔

ہاں، یہاں یہ بات ملحوظ رہے کہ سُود کی حرمت نے قرض کی اصل کو ختم نہیں کیا۔ بلکہ سُود معاف ہونے کے باجود قرض کی ادائیگی باقی رہی۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ قرض دینے والے کی حق تلفی ہوجاتی۔

حضرت عمرو بن احوص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: فرماتے ہیں: میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع میں یہ فرماتے سُنا: خبر دار، جاہلیت کا ہر سود ختم کر دیا گیا، تمہارے لیے اصل سرمایہ (لینے کا حق) ہے، نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔ (**عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَقُولُ: أَلَا إِنَّ كُلَّ رِبًا مِنْ رِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ لَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ**

(ابو داود) [سنن أبي داود بتحقيق الألباني 3336])

جب انسان مال کی محبت میں دیوانگی کی حد کو پہنچ جاتا ہے تو وہ خود غرضی کی انتہا کو پہنچ جاتا ہے۔ پھر اس کی نگاہ اجڑتے گھروں پر نہیں بلکہ بس اپنی تجوری میں بڑھتے ہوئے مال کے ڈھیر پر ہوتی ہے۔ مال کی محبت کا جنون اس کی نگاہ میں تجارت کے منافع اور سود کے فرق کو ختم کر دیتا ہے۔ اس جنون کی سزا آخرت میں بھی اسی کی نوع سے اسے ملے گی۔ وہ ایسے ہی بدحواس ہو کر حشر میں آئے گا جیسے کسی کو جن لگ جائے اور اس کے ہوش اڑا دے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا۔

جو لوگ ربا (یعنی سود) کھاتے ہیں وہ (قیامت کے دن) ایسے ہی اٹھیں گے جیسے کوئی شیطان کے چھو جانے سے بدحواس ہوجائے۔ یہ (سزا) اس لیے ہے کہ وہ کہتے تھے: تجارت بھی تو سود ہی کی طرح ہے۔ حالانکہ اللہ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام قرار دے دیا ہے۔ [البقرۃ:275]

3. بیوی شوہر کے باہم تعلقات وحقوق

سماج میں جان و مال کے سلسلہ میں ہدایات کے بعد خطبہ حجۃ الوداع میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاندان اور بیوی شوہر کے باہمی تعلق کے سلسلہ میں ہدایات دیں۔ آپ نے دونوں کے باہمی حقوق اور ان کی حدود کی تعیین کی۔ مرد عورت کے مقابلہ میں قوی ہوتے ہیں اور معاشی معاملات کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو اس بات کی تاکید کی کہ وہ عورتوں کو نہ جسمانی اذیت پہنچائیں اور نہ ضروریات زندگی میں محتاج و مجبور کر دیں۔ اسی طرح مرد گھر کے قوام ہونے کی حیثیت سے بھی اور طبعاً بھی غیرت مند ہوتے ہیں لہذا خواتین کو بھی اس بات کی تلقین کی گئی کہ وہ کوئی ایسا کام نہ کریں جس سے شوہر کی غیرت اور اعتماد مجروح ہو اور نتیجہ میں عائلی زندگی فتنہ وفساد کا شکار ہو کیونکہ گھر کا فساد سماج کے فساد کا سبب ہے۔

آپ نے فرمایا:

فَاتَّقُوا اللهَ فِي النِّسَاءِ، فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانِ اللهِ، وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللهِ،

وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُونَهُ، فَإِنْ فَعَلْنَ ذَلِكَ فَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ، وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ،

اور عورتوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرتے رہو، اسلیے کہ تم نے انھیں، اللہ کی امان سے حاصل کیا ہے اور اُن سے مباشرت کو اللہ کے کلمہ (یعنی قرآنی حکم) سے حلال کیا ہے۔ تمہارا ان پر یہ حق ہے

کہ تمہارے بستر پر کسی ایسے شخص کو نہ بیٹھنے دیں جو تمہیں ناپسند ہو، اگر وہ یہ (غلطی) کر بیٹھیں تو پھر تم ان پر ہاتھ اٹھا سکتے ہو، لیکن اسطرح نہیں کہ انھیں چوٹ پہنچادو۔ اوران کا بھی تم پر حق ہے کہ تم بھی اچھے طریقے سے انھیں ان کا رزق اور لباس فراہم کرو۔

شوہر کی غیر موجودگی میں کسی اجنبی کا گھر میں آنا اور ایسی جگہ بیٹھنا جو بیوی شوہر کی مخصوص اور بیٹھنے کی جگہ ہو یہ دونوں کے تعلقات کو خراب کرنے والی چیز ہے۔ لہٰذا گھر کا ذمہ دار اور بیوی پر قوام وسر پرست ہونے کی حیثیت سے شوہر کو یہ اختیار دیا گیا کہ وہ بیوی کی اس طرح کی غلطی پر ضرورت پڑنے پر اسے چوٹ پہنچائے بغیر ہلکی سزا بھی دے۔ اسی طرح شوہر کو یہ بھی بتایا گیا کہ بیوی کا اس کی ماتحتی میں آنا اللہ کی امان کے نتیجہ میں ہے اور اس کا حلال ہونا اللہ کے اجازت دینے سے ہے لہٰذا شوہر کو چاہیے کہ وہ بیوی کی کمزوری اور ماتحتی کا ناجائز فائدہ نہ اٹھائے اور نہ ہی اس پر ظلم وجبر کو اپنے لئے حلال کرلے۔ (قال تعالیٰ: الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ وَبِمَا أَنفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ وَاللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا} [النساء:34]

اللہ تعالیٰ نے بیویوں کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی گذارنے کا حکم دیا ہے۔ فرمایا:

وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ

اورتم اپنی بیویوں کے ساتھ بہتر طریقہ سے گذر بسر کرو۔ [النساء19]

(باقی آئندہ)

"وعن ابن مسعود أنه دخل على امرأته وفي عنقها شئ معقود فجذبه فقطعه ثم قال: لقد أصبح آل عبدالله أغنياء أن يشركوا بالله مالم ينزل به سلطانا ثم قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول "ان الرقى والتمائم والتولة شرک" قالوا: يا أبا عبدالرحمن! هذه الرقى والتمائم قد عرفناها فما التولة؟ قال: شئ تصنعه النساء يتحببن الى أزواجهن"(رواه ابن حبان فی صحیحه والحاکم باختصار عنه وقال: صحیح الاسناد: ص:۳۲۰)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنی بیوی کے پاس گئے، دیکھا کہ اس کے گلے میں کوئی چیز بندھی ہوئی ہے چنانچہ انھوں نے اس کو پکڑ کر کھینچا اور کاٹ ڈالا پھر فرمایا: آل عبداللہ اس بات سے بے نیاز ہیں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک ٹھہرائیں جس پر اللہ نے کوئی دلیل نہیں اتاری ہے پھر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "درحقیقت یہ منتر، تعویذ اور تولہ سب کے سب شرک ہیں"۔

لوگوں نے عرض کیا: اے ابوعبدالرحمن! منتر اور تعویذ سے تو ہم واقف ہیں لیکن یہ "تولہ" کیا چیز ہے؟ انھوں نے فرمایا: ایک چیز ہے جسے عورتیں اپنے شوہروں کی نگاہوں میں محبوب بننے کے لئے کرتی ہیں۔ (صحیح ابن حبان وحاکم مختصراً، اور حاکم نے اسے صحیح الاسناد کہا ہے)

معلومات عامہ

اہل حدیث کا وجود کب سے ہے؟

کفایت اللہ سنابلی

اہل حدیث کا وجود کب سے ہے؟ اس سوال کے جواب میں بہت سارے لوگ غلط رخ پر تحقیق کرنے لگتے ہیں، اور نام اہل حدیث کے پیچھے پڑ جاتے ہیں کہ یہ نام کب سے استعمال ہو رہا ہے!!!

سب سے پہلے ہمیں یہ سمجھنا چاہئے کہ کسی چیز کے وجود کی تاریخ معلوم کرنے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ کیا کسی چیز کی تاریخ اس کے نام کے ذریعہ معلوم کی جاتی ہے یا اس کی خوبیوں واوصاف اور مادے کے ذریعہ؟

سیدھا سادھا جواب یہ ہے کہ کسی بھی چیز کے وجود کی تاریخ معلوم کرنا ہو تو صرف اس کے نام سے یہ چیز ہرگز معلوم نہیں کی جاسکتی، بلکہ ہمیں اس کے اوصاف اور خوبیوں اور مادوں کو دیکھ کر ہی پتہ لگانا ہوگا کہ اس چیز کا وجود کب سے ہے؟

آیئے اسی بات کو ہم چند مثالوں سے سمجھتے ہیں۔

سرزمین کی مثال:

سرزمین کی مثال لیجئے اگر کوئی پوچھے کہ دنیا میں سرزمین پاکستان کا وجود کب سے ہے؟ تو کیا اس کا جواب یہ ہوگا کہ تقسیم ہند کے بعد؟ کیا تقسیم ہند سے پہلے اس سرزمین کا وجود نہ تھا؟ یقینا اس سرزمین کا وجود تھا لیکن اس کا نام پاکستان بعد میں پڑا اور بعد میں یہ الگ نام پڑ جانے سے یہ سرزمین نئی نہیں ہو جائے گی۔

شہر کی مثال:

ہندوستان کا شہر ممبئی پوری دنیا میں مشہور ہے اگر کوئی سوال کرے کہ ہندوستان میں اس کا وجود کب سے ہے تو کیا یہ جواب دیا جائے گا کہ بیس بائیس سال سے؟ کیونکہ اس سے قبل اس کا نام "بمبئی" تھا "ممبئی" نہیں، یقینا "ممبئی" یہ نیا نام ہے، تو کیا اس شہر کے نام میں تبدیلی آجانے اس شہر کے وجود کی تاریخ بدل جائے گی؟ ہرگز نہیں۔

اشخاص کی مثال:

بہت سارے لوگ اسلام قبول کرتے ہیں تو مسلمان ہونے کے بعد اپنا نام بدل دیتے ہیں، یعنی عبداللہ یا عبدالرحمن وغیرہ نیا نام رکھ لیتے ہیں، تو کیا اس نئے نام کی وجہ سے ان کی تاریخ پیدائش بھی بدل جائے گی؟

ایک نومسلم جس نے قبول اسلام کے بعد اپنا نام عبداللہ رکھ لیا اگر کسی سے سوال ہو کہ اس دنیا میں وہ کب سے ہے؟ تو کیا وہ تاریخ بتلائی جائے گی جب اس نے عبداللہ نام رکھا یا وہ تاریخ جب وہ پیدا ہوا؟

مذہب کی مثال:

اگو کوئی سوال کرے کہ " کرسچن Christian "مذہب اس دینا میں کب سے ہے تو کیا یہ جواب دیا جائے گا، کہ جب سے اس لفظ کا وجود ہوا ہے؟ یا یہ کہ جب سے عیسی علیہ السلام کی بعثت ہوئی ہے؟ یقینا مذہب عیسائیت کا یہ نام بعد میں اختیار کیا گیا ہے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس سے قبل اس مذہب کا وجود نہ تھا۔

عودالی المقصود:

مسلک کا بھی یہی معاملہ ہے۔

کسی مسلک کے نئے پرانے کا فیصلہ اس کے نام سے ہرگزنہیں ہوگا بلکہ اس کے منہج ،عقائد اوراصولوں سے ہوگا، اگرکوئی گروہ نئے منہج اوراصولوں کا پابند ہوتو وہ بھلے اپنے لئے کوئی پرانا نام منتخب کرلے ایسا کرنے سے اس کا مسلک پرانا نہیں ہوجائے گا،اسی طرح اگرکوئی گروہ قدیم منہج اوراصولوں پرگامزن ہوتوگرچہ وہ اپنے لئے کوئی نیانام چن لےاس سےاس کا مسلک نیانہیں ہوجائے گا،اس لئے جب بھی یہ پتہ لگانا ہوکہ کون سامسلک کب سے ہےتو اس کے نام کے پیچھے پڑنے کے بجائے اس کے منہج اوراصول کا پتہ لگایئے کہ ان کا وجود کب سے ہے،اگرمنہج اوراصول نیا ہےتو مسلک نیا ہے اوراگرمنہج واصول قدیم ہےتومسلک بھی قدیم ہے۔

جہاں تک نام کا معاملہ ہےتویہ ایک الگ مسئلہ ہے اس پر صرف اس پہلو سے گفتگو ہوسکتی ہے کہ یہ نام درست ہے یانہیں، لیکن یہ چیز قدامت وحداثت کی دلیل کبھی نہیں بن سکتی۔

یعنی اگرنام نیاہولیکن عقائدواصول قدیم ہوں تومسلک قدیم ہی ہوگا،اوراگرنام قدیم ہولیکن عقائدواصول نئے ہوں تومسلک نیا ہی ہوگا، پرانا نام رکھ لینے سے نہ توکوئی جدید مسلک قدیم ہوجائے گااورناہی نیانام رکھ لینے سےکوئی قدیم مسلک جدید بن سکتاہے،بہرحال مسلک کے ناموں کاان کے وجودکی تاریخ سے کوئی تعلق نہیں ہوتاہے۔

اب اگرمسلک اہل حدیث کی تاریخ دیکھنی ہواور یہ معلوم کرناہوکہ یہ مسلک کب سے ہےتواس مسلک کےعقائدواصول دیکھیں ان کا منہج وطرزاستدلال دیکھیں، ان کے دینی اعمال کی کیفیت دیکھیں،ان کی نمازدیکھیں،ان کا رزہ وحج دیکھیں ان کا ہردینی عمل دیکھیں۔

اس کے بعد پھر پتہ لگائیں کہ عہدنبوت میں ان کے عقائدواصول کا وجود تھا یانہیں؟ عہدنبوت میں ان کے منہج وطرزاستدلال کا وجودتھا یانہیں، ان کے دینی اعمال،عہدنبوی کے اعمال سے موافقت رکھتے ہیں یانہیں،اگرہاں اوربے شک ہاں تو یہ مسلک قدیم ہے،اس کاوجودعہدنبوی سے ہے والحمدللہ۔

اسی کسوٹی پر ہرمسلک کی تاریخ معلوم کی جانی چاہئے، دیگرجتنے بھی مسالک ہیں خواہ ان کے نام نئے ہوں یاپرانے ،ان کےعقائد واصول اورمنہج دیکھیں گےتوعہدنبوی میں ان کا ثبوت قطعانہیں ملے گا، بلکہ یہ خوبی صرف اورصرف مسلک اہل حدیث کی ہے کہ اس کے ہرعقیدہ واصول کا عہدنبوی میں واضح طورثبوت پرملتاہے۔

الغرض یہ کہ مسلک اہل حدیث کوئی نیا مسلک نہیں ہے،دنیا کا کوئی بھی شخص اسے نیا ثابت نہیں کرسکتا زیادہ سے زیادہ اس بات پرحجت کرسکتاہے کہ یہ نام کب سےچل رہاہے۔

لیکن جیسا کہ عرض کیا گیا کہ اگر یہ فرض بھی کرلیں کہ یہ نام عصرحاضر میں اختیارکیا گیاہے(حالانکہ اس نام کی قدامت پر بے شمارشواہد موجودہیں)توبھی اس مسلک کو نیا مسلک نہیں باورکرایاجاسکتا، یہ باورکرانے کے لئے ضروری ہوگا کہ اہل حدیث کے منہج اورصحابہ کے منہج میں اختلاف ثابت کردیاجائے، اوریہ ناممکن ہے۔

لہذا مسلک اہل حدیث کاوجودتب سے ہے جب سےاس دنیامیں حدیث(فرمان الٰہی وفرمان رسول ﷺ) کا وجود ہے کیونکہ یہی اہل حدیث کاعقیدہ واصول ہے،والحمدللہ۔

خصوصی مضمون

عظمت حرمین شریفین اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں

مرتب: سعد ظفر الحسن (طالب دراسات علیا بکلیۃ الشریعۃ - جامعۃ الشارقۃ)

حرمین شریفین کے متعلق مسلمانوں کی بہت سی ذمہ داریاں ہیں، جن میں سے چند ذمہ داریاں ہم یہاں پیش کررہے ہیں:-

1. **تطهير الحرم:**

سب سے پہلی ذمہ داری تطہیر کی ہے، یعنی ظاہری اور معنوی ہر قسم کی نجاست سے پاک کرنا، معنوی نجاست جیسے کفر وشرک، الحاد اور ہر قسم کے معاصی اور ظلم وزیادتی سے پاک رکھنا۔

اللہ تعالی فرماتا ہے: (**وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا ۖ وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى ۖ وَعَهِدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَن طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ**) **(البقرة:۱۲۵)**

ہم نے بیت اللہ کو لوگوں کے لیے ثواب اور امن وامان کی جگہ بنائی، تم مقام ابراہیم کو جائے نماز مقرر کرلو، ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) اور اسماعیل (علیہ السلام) سے وعدہ لیا کہ تم میرے گھر کو طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں اور رکوع سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک صاف رکھو۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:- **"من الأوثان"** یعنی میرے گھر کو بتوں سے پاک کرو۔ **(ابن كثير، القرطبي، فتح القدير وغيرهم)**

مجاہد وسعید بن جبیر رحمہما اللہ کہتے ہیں کہ: **"أي بلا إله إلا الله من الشرك"** یعنی **لا إله إلا الله** کے ذریعہ شرک سے پاک کرو۔ **(ابن كثير، القرطبي، فتح القدير وغيرهم)**

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالی فرماتا ہے: (**وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَن لَّا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ**) **(الحج:۲۶)**

اور جبکہ ہم نے ابراہیم کو کعبہ کے مکان کی جگہ مقرر کردی اس شرط پر کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور میرے گھر کو طواف قیام رکوع سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک صاف رکھنا۔

2. **الحج والعمرة:**

حج ارکان اسلام میں سے ہے، اس لیے حرمین کو ہر ایسی چیز سے بچانا ضروری ہے جو لوگوں کے حج اور عمرہ میں رکاوٹ بنتی ہو، کیونکہ یہ دنیا اسی وقت تک قائم ہے جب تک کہ خانہ کعبہ کا لوگ اطمینان وسکون اور خوب آزادی سے حج وعمرہ کرسکیں۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے: (**وَأَذِّن فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ**) **(الحج:۲۷)**

اور لوگوں میں حج کی منادی کردے لوگ تیرے پاس پاپیادہ بھی آئیں گے اور دبلے پتلے اونٹوں پر بھی دور دراز کی تمام راہوں سے آئیں گے۔

(**فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَّقَامُ إِبْرَاهِيمَ ۖ وَمَن دَخَلَهُ**

كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ) (آل عمران: ۹۷)

اللہ تعالی نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پا سکتے ہوں اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے، اور جو کوئی کفر کرے تو اللہ تعالی (اس سے بلکہ) تمام دنیا سے بے پرواہ ہے۔

(يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَآ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ؕ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۪ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ) (المائدۃ: ۲)

اے ایمان والو! اللہ تعالی کے نشانیوں کی بے حرمتی نہ کرو، نہ ادب والے مہینوں کی،، نہ حرم میں قربان ہونے والے اور پٹے پہنائے گئے جانوروں کی جو کعبہ کو جا رہے ہوں اور نہ ان لوگوں کی جو بیت اللہ کے قصد سے اپنے رب تعالی کے فضل اور اس کی رضا جوئی کی نیت سے جا رہے ہوں، ہاں جب تم احرام اتار ڈالو تو شکار کھیل سکتے ہوں، جن لوگوں نے تمہیں مسجد حرام سے روکا تھا ان کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم حد سے گزر جاؤ، نیکی اور پرہیز گاری میں ایک دوسرے کی امداد کرتے رہو اور گناہ اور ظلم و زیادتی میں مدد نہ کرو، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔

حسن البصری رحمہ اللہ نے اس کی تلاوت کی اور کہا کہ: **"لایزال الناس علي دين ماحجوا البيت واستقبلوا القبلة"** لوگ اس وقت تک دین پر رہیں گے جب تک وہ بیت اللہ کا حج کرتے رہیں گے، اور اس کو قبلہ بنا کر اس کی طرف منہ کرتے رہیں گے۔ (**الفتح**:455/3)

عطاء کہتے ہیں: **"قياما للنا س لوتركوه عا ما لم ينظروا أن يهلكوا"** لوگ اگر ایک سال بھی اس گھر کا قیام چھوڑ دیں گے تو بغیر مہلت دیے ہوئے ہلاک کر دیے جائیں گے۔ (**الفتح**:455/3)

ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ **"لا تقوم الساعة حتى لا يحج البيت"** قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ بیت اللہ کا حج نہ کیا جائے (یعنی جب لوگ بیت اللہ کا حج چھوڑ دینگے تو قیامت برپا ہو جائی گی) (**ابن حبان**87/6، **الحاكم**453/4، **أبو يعلى**، **والبخاري تعليقا، باب جعل الله الكعبة**454/3، **الصحيحة** (**رقم**2430)556/5)

3. أمن وأمان:

اللہ تعالی نے حرمین کو امن و امان کی جگہ بنائی ہے، اللہ تعالی نے قرآن کریم میں مکہ کو بلد الحرام اور بلد الامین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں مدینہ طیبہ کو حرام قرار دیا ہے، ان کی حرمت اور امن و امان کا برقرار رکھنا ضروری ہے، اس لیے جو بھی ان کی بے حرمتی اپنے قول و عمل سے کرے یا ان میں فساد برپا کر کے ان کے امن و امان کو ختم کرے یا خلل اندازی کرے تو اسکا خاتمہ ضروری ہے۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے:(وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗۤ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ) (البقرة:۱۲۶)

جب ابراہیم نے کہا، اے پروردگار! تو اس جگہ کو امن والا شہر بنا اور یہاں کے باشندوں کو جو اللہ تعالی پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والے ہوں، پھلوں کی روزیاں دے، اللہ تعالی نے فرمایا: میں کافروں کو بھی تھوڑا فائدہ دوں گا، پھر انہیں آگ کے عذاب کی طرف بے بس کردوں گا، یہ پہنچنے کی جگہ بری ہے۔

(وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ)(إبراهيم:۳۵)

(ابراہیم کی یہ دعا بھی یاد کرو) جب انہوں نے کہا اے میرے پروردگار! اس شہر کو امن والا بنادے، اور مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے پناہ دے۔

(وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ وَعَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ)(البقرة:۱۲۵)

ہم نے بیت اللہ کو لوگوں کے لیے ثواب اور امن وامان کی جگہ بنائی، تم مقام ابراہیم کو جائے نماز مقرر کرلو، ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) اور اسماعیل (علیہ السلام) سے وعدہ لیا کہ تم میرے گھر کو طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں اور رکوع سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک صاف رکھو۔

4. قياماللناس:

خانۂ کعبہ کی ایک بڑی عظمت یہ بھی ہے کہ امت ہلاکت وبربادی اور تباہی سے اس وقت تک محفوظ رہے گی جب تک کہ خانۂ کعبہ کی تعظیم وتکریم اور ادب واحترام کرتی رہے گی۔

اللہ تعالی فرماتا ہے:(جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ ؕ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ)(المائدة:۹۷)

اللہ نے کعبہ کو جو کہ ادب کا مکان ہے لوگوں کے قائم رہنے کا سبب قرار دے دیا اور عزت والے مہینہ کو بھی اور حرم میں قربانی ہونے والے جانور کو بھی اور ان جانوروں کو بھی جن کے گلے میں پٹے ہوں، یہ اس لیے تاکہ تم اس بات کا یقین کرلو کہ بے شک اللہ تمام آسمانوں اور زمین کے اندر کی چیزوں کا علم رکھتا ہے اور بے شک اللہ سب چیزوں کو خوب جانتا ہے۔

عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"**لاتزال هذه الأمة بخير، ماعظموا هذه الحرمة، حق تعظيمها، فإذا ضيعوا ذلك، هلكوا**" یہ امت برابر بھلائی میں رہے گی جب تک ان حرمتوں کی تعظیم کماحقہ بجالاتی رہے گی، جب اس کی تعظیم کو لوگ ضائع کردینگے تو وہ ہلاک ہوجائینگے۔(ابن ماجة في المناسك، باب فضل مكة 303/9 مع الشرح، أحمد ، أبوبكر بن أبي شيبة في مسنده، وحسن إسناده الحافظ في الفتح 449/3، والمرعاة: 7)

5. **هدًى للعالمين:**

بیت اللہ کو ایک عظمت اللہ نے یہ بھی دے رکھی ہے کہ اسے رب نے لوگوں کی ہدایت کا ایک بہت بڑا ذریعہ بنایا ہے، اور اگر یہ نہ رہ جائے تو بہت سے لوگ ہدایت سے محروم رہ جائیں۔

اللہ تعالی فرماتا ہے: (**إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ**) (آل عمران: ۹۶)

اللہ تعالی کا پہلا گھر جو لوگوں کے لیے مقرر کیا گیا وہی ہے جو مکہ میں ہے جو تمام دنیا کے لیے برکت وہدایت والا ہے۔

(**إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ ۚ وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ**) (الحج: ۲۵)

جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکنے لگے اور اس حرمت والی مسجد سے بھی جسے ہم نے تمام لوگوں کے لیے مساوی کردیا ہے وہیں کے رہنے والے ہوں یا باہر کے ہوں، جو بھی ظلم کے ساتھ وہاں الحاد کا ارادہ کرے ہم اسے دردناک عذاب چکھائیں گے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ:۔ "**{بِظُلْمٍ} بِشِرْكٍ**" ظلم سے شرک مراد ہے۔

اور ایک روایت میں ہے: "**{بِظُلْمٍ} هُوَ أَنْ تَستحلَ مِنَ الْحَرَمِ مَا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْكَ مِنْ لِسَانٍ أَوْ قَتْلٍ، فَتَظْلِمَ مَنْ لَا يَظْلِمُكَ، وَتَقْتُلَ مَنْ لَا يَقْتُلُكَ، فَإِذَا فَعَلَ ذَلِكَ فَقَدْ وَجَبَ لَهُ الْعَذَابُ الْأَلِيمُ**" ظلم یہ ہے کہ تم حرم میں ایذارسانی اور قتل کو اپنے لیے حلال کرلو جس کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے، پس جس نے تم پر ظلم نہیں کیا تم اس پر ظلم کرو اور تم کو جس نے قتل نہیں کیا تم اس کو قتل کردو، پس جس نے بھی اس فعل کو کیا اس نے اپنے اوپر دردناک عذاب واجب کرلیا۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: "**لَوْ أَنَّ رَجُلا أَرَادَ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ، وَهُوَ بعَدَن أبينَ، أَذَاقَهُ اللَّهُ مِنَ الْعَذَابِ الْأَلِيمِ**" اگر کوئی آدمی عدن کے دور دراز علاقہ میں رہتے ہوئے حرم میں بے دینی اور ظلم کا ارادہ کیا تو اللہ اس کو دردناک عذاب چکھائیگا۔ (رواه الحاكم، وقال الحافظ ابن كثير: صحيح الإسناد على شرط البخاري، ورواه مرفوعا وموقوفا، والأصح الموقوف- ابن كثير، فتح القدير)

شیخ صالح بن فوزان الفوزان اپنی کتاب الخطب المنبریۃ میں کہتے ہیں: "**(وهدى للعالمين): إليه اتجاههم في صلاتهم وتعبداتهم، فالمؤمنون يأتون حجاجا وعمارًا فتحصل لهم بذلك أنواع الهداية من معرفة الحق وصلاح العقيدة وغير ذلك، ولهذا يقول المستشرقون لأصحابه لما اجتمعوا ليخططوا لإضلال المسلمين قال لهم: لا تطمعوا في إضلالهم ما بقي لهم هذا المصحف وهذه الكعبة**" نمازوں اور عبادتوں میں بیت اللہ ہی کی طرف مسلمانوں کی توجہ ہوتی ہے، مؤمنین حج وعمرہ کے لیے آتے ہیں تو معرفت حق اور عقیدہ کی درستگی اور مختلف ہدایتوں سے فیض یاب ہوتے ہیں، چنانچہ مستشرقین اپنے ساتھیوں سے کہتے ہیں: جب مسلمان اکٹھے ہوں تو ان کو گمراہ کرنے کی پلاننگ کرو، ان سے کہو: جب تک یہ قرآن اور کعبہ باقی ہے اس وقت تک ان کو گمراہ کرنے کی طمع نہ کرو۔ (الخطب

المنبرية 421/2)

جماعت اہل حدیث ہندوستان اور حکومت سعودیہ کے تعلقات

عام طور پر جماعت اہل حدیث پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ حکومت سعودیہ کی طرف سے ان لوگوں کو مالی تعاون ملتا ہے، اس لیے ہر وقت حکومت سعودیہ کا گن گاتے رہتے ہیں، جب سے سعودیہ میں پیٹرول نکلا اس وقت سے یہ لوگ سعودیہ کے ہمنوا بن گئے، یہ الزام و بہتان تراشی ہے، ہمارا تعلق حکومت سعودیہ سے نہ مال و دولت کی لالچ سے اور نہ تو کسی اور وجہ سے ہے، بلکہ ہمارا تعلق ان سے توحید و سنت کی وجہ سے ہے، صرف عقیدہ توحید اور منہج سلف ہی ہمارے تعلقات کی بنیاد ہے، ہمارے تعلقات ان موحدین سے اقتدار حاصل ہونے سے پہلے ہی سے قائم تھے، اور جب حرمین شریفین پر آل سعود کا غلبہ ہوا اور ابھی پیٹرول کا پتہ بھی لوگوں کو نہیں تھا بلکہ حکومت سعودیہ خود مالی اعتبار سے دنیا کی سب سے غریب حکومت سمجھی جاتی تھی، حکومت چلانے کا بھی ان کے پاس کوئی ذریعہ نہیں تھا اس وقت صرف ہندوستان (متحدہ ہند) کی جماعت اہل حدیث فنڈ فراہم کر کے ان کے پاس بھیجتی رہی ہے، اس سلسلہ میں چند چیزیں آپ کے سامنے ہیں:

ہماری جماعت اہل حدیث آل سعود کی حکومت قائم ہونے سے کئی سال پہلے ہی قائم تھی اور کتاب و سنت کی دعوت، توحید الہی اور اتباع رسول کی نشر و اشاعت میں مشغول تھی۔

فتح ریاض سے پہلے کے تعلقات

ملک عبدالعزیز اور ان کے والد امیر عبدالرحمن بن فیصل آل سعود (۱۲۶۸-۱۳۴۶ھ/ ۱۸۵۰-۱۹۲۸ء) نے کویت میں اقامت کے دوران مولانا عبدالواحد غزنوی (۱۹۳۰ء) اور مولانا عبدالرحیم غزنوی (۱۳۴۲ھ) ابنا الشیخ عبداللہ الغزنوی (۱۲۳۰-۱۲۹۸ھ) سے استفادہ کیا۔

فتح ریاض کے بعد

فتح ریاض کے بعد ملک عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ان دونوں کو پھر دعوت دیکر ریاض طلب کیا، ان دونوں نے پانچ سال وہاں قیام کیا، اس مدت میں بہت سے اہل نجد نے ان دونوں سے علمی استفادہ کیا۔

سن ۱۹۲۶ء میں حرمین کانفرنس کے موقعہ پر ملک عبدالعزیز نے مختلف ممالک سے شرکت کی اپیل کی، تمام ممالک سے وفود شریک ہوئے، ہندوستان (متحدہ ہند) سے:

۱۔ سید عبدالواحد غزنوی (۱۹۳۰ء)
۲۔ سید اسماعیل بن عبدالواحد الغزنوی (۱۹۶۰ء)
۳۔ سید داود بن عبدالجبار الغزنوی (۱۹۶۳ء)
۴۔ شیخ عبدالقادر القصوری (۱۹۴۲ء)
۵۔ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری (۱۹۴۸ء)
۶۔ الحافظ حمید اللہ الدھلوی (۱۹۵۰ھ) **وغیرهم من كبار أهل الحديث فى شبه القارة الهندية**. (دیکھئے: أهل الحديث في شبه القارة الهندية وعلاقتهم بالمملكة العربية السعودية، صـ۴۶)

تمام علماء اہل حدیث نے ملک عبدالعزیز کی بھرپور تائید کی، حالانکہ بہت سے لوگوں نے مخالفت کی، علماء اہل حدیث کی تائید اور گفتگو سے ملک عبدالعزیز بہت خوش ہوئے اور مولانا عبدالقادر القصوری سے کچھ نصیحتیں کرنے کی اپیل کی، تو مولانا عبدالقادر

القصوری نے بڑی جامع مانع حکومت اور حرمین کے متعلق باتیں کہیں جس سے متأثر ہوکر ملک عبدالعزیز نے گذارش کہ آپ یہی مقیم رہیں اور ہمارے مستشار کا عہدہ قبول کرلیں، اور اگر آپ نہیں کرسکتے تو اپنے دونوں بیٹوں محمد علی اور محی الدین کو رہنے دیں، مگر تقوی اور زہد کی بنا پر انھوں نے رد کردیا اور کہا کہ ہماری ضرورت ہمارے یہاں ہندوستان میں زیادہ ہے۔

سید اسماعیل بن عبدالواحد الغزنوی (۱۹۶۰ء)

کیونکہ سب سے زیادہ مسلمان ہندوستان میں تھے اور سب سے زیادہ حجاج بھی ہندوستان ہی کے ہوتے تھے، اسی لئے ملک عبدالعزیز اور حکومت سعودیہ کی طرف سے سید اسماعیل بن عبدالواحد الغزنوی کو ہندوستانی حجاج کا مندوب مقرر کیا گیا اور وہ اس منصب پر (۱۹۲۷ء-۱۹۶۰ء) تیس سال قائم رہے۔

حرم میں مدرس حدیث کی ضرورت

ملک عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے حرم مکی میں مدرس حدیث وعلوم حدیث کی حیثیت تقرری کے لئے سے جب لوگوں سے مشورہ کیا تو سب کی نگاہ مولانا عبدالرحمن مبارکپوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۵۳ھ/ ۱۹۳۵ء) پر پڑی مگر انھوں نے معذرت کردی۔

مسجد نبوی میں خطبہ جمعہ:

مولانا ابوالقاسم بنارسی رحمۃ اللہ علیہ (۱۹۴۹ء) جب سن ۱۳۴۴ھ میں سفر حج پر گئے تو آپ کے ساتھ اسی سفر میں شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد صاحب جوناگڈھی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے، یہ سفر مولانا ابوالقاسم صاحب کی زندگی کا بڑا تاریخی سفر تھا جس میں دو چیزیں قابل ذکر ہیں:-

۱- علامہ نجد شیخ محمد بن عبداللطیف بن عبدالرحمن بن حسن بن الشیخ محمد بن عبدالوھاب نجدی رحمۃ اللہ علیہ نے (جوسن ۱۳۳۹ھ میں ملک عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے اہل حرم کی تعلیم کیلئے حجاز تشریف لائے تھے) علامہ سیف بنارسی سے انھوں نے سند حدیث لی۔ (تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو: محدث، بنارس، ستمبر ۱۹۸۵)

اسی طرح دیگر مشائخ عبداللہ بن بلہید قاضی مکہ مکرمہ، شیخ ابراہیم آل سہیان حاکم مدینہ، شیخ محمد بن علی ترکی، قاضی شیخ محمود علی مصری وغیرھم سے مختلف امور پر تبادلہ خیالات وافکار ہوتے رہے۔

۲- حاکم مدینہ طیبہ شیخ ابراہیم آل سہیان آپ کے وسعت علم وفضل سے اس قدر متأثر ہوئے کہ باصرار جمعۃ المبارک کا خطبہ مسجد نبوی ﷺ میں آپ سے دلوایا۔ (دفاع صحیح بخاری، ص ۴۵)

حرمین شریفین میں حجاج کی سہولت کیلئے پانی کا انتظام کرنا

سن ۱۳۲۳ھ میں مولانا محمد عبدالغفور رمضان پوری نے جب حج کیا تو منی، عرفات، مزدلفۃ اور مکہ ومدینہ کے درمیان راستے میں پانی کا کوئی انتظام نہ تھا، اس لیے واپسی کے بعد مولانا اور ان کے بھانجے نے مل کر ایک ہزار پچیس روپیہ (۱۰۲۵) چندہ کرکے بھیجا، ملک عبدالعزیز نے اس تعاون کو قبول کیا اور باقاعدہ شکریہ ادا کیا، اور شیخ عبداللہ اور عبیداللہ الدہلوی (یہ دونوں حاجی علی جان کے بیٹے تھے) کو ملک عبدالعزیز نے مکلف کیا کہ شیخ یوسف حسن خان سے مل کر کنواں کھدوانے کا انتظام کریں، یہ واقعہ سن ۱۳۴۴ھ کا ہے۔ (البلاغ، مارچ، ۱۹۹۶، ص ۳۸، اہل الحدیث فی شبہ القارۃ الھندیۃ ص ۶۲-۶۱)

خوردونوش کامساعدہ(تعاون)

سن ۱۹۶۰ء اور ۱۹۷۰ء کے درمیان مولانا مختار احمد ندوی اور علامہ عبدالصمد شرف الدین الکتبی رحمہا اللہ نے جب سعودیہ عربیہ کا دورہ کیا تو امیر عبداللہ بن عبدالرحمن آل سعود سے ملاقات ہوئی، تو بتایا کہ حرمین کو فتح کرنے کے بعد سب سے پہلا تعاون ہندوستان کے اہل حدیثوں نے کیا تھا، دولانچوں میں خوردونوش اور بڑی رقوم سے بھر کر جدہ تقریبا ۳۰۔۱۴۰ اہل حدیث کشتی پر سوار ہوکر آئے تھے، اور انھوں نے ملک عبدالعزیز سے ملاقات کی اور آپ کے ہاتھوں پر بیعت بھی کی۔(**اهل الحديث فی شبه القارة الهندية**، ص ۶۳)

نہر زبیدہ کی اصلاح

سن ۱۹۲۷ء میں مولانا عبداللہ صاحب روپڑی رحمۃ اللہ علیہ جب حج پر گئے تو چندروز بعد نماز فجر حرم مکی میں درس دیتے رہے، اور اسی سفر میں ۲۷۵ روپیہ جمع کر کے رئیس الوزراء کے سپرد کیا تا کہ نہر زبیدہ کی اصلاح ہو اور حجاج کو پانی کی تکلیف نہ ہو۔ (**اهل الحديث فی شبه القارة الهندية**، ص ۲۶)

غلاف کعبہ

مصر سے ہر سال غلاف کعبہ مکۃ المکرمۃ آیا کرتا تھا، مگر ۱۹۲۷ء میں دونوں حکومتوں کے درمیان کشیدگی کی وجہ سے مصر نے غلاف کعبہ بھیجنے سے انکار کر دیا، اور ۱۹۲۸ء میں بھی نہ آیا، تو مولانا سید داود غزنوی (۱۹۶۳ء) اور مولانا سید اسماعیل بن عبدالواحد الغزنوی (۱۹۶۰ء) نے امرتسر میں غلاف کعبہ تیار کروا کر بھجوایا۔

پھر اس مشکل کو حل کرنے کیلئے مکہ مکرمہ میں ایک دارالکسوۃ قائم کر دیا تا کہ یہیں غلاف کعبہ تیار کیا جائے، اور اس کارخانہ میں مولانا سید اسماعیل کی مدد سے ہندوستان کے بہت سے کاریگر فراہم کے گئے جس سے غلاف کعبہ کی مشکلات حل ہوگئیں۔ (**اهل الحديث فی شبه القارة الهندية**، ص ۶۵)

دار الحديث مكة المكرمة

سن ۱۳۲۵ھ الموافق ۱۹۳۷ء میں دارالحدیث کی بنیاد رکھی گئی، جس میں امام حرم مکی اور خطیب عبدالظاہر ابوالسمح اور تین دوسرے مدرسین درس وتدریس کے فرائض انجام دیتے تھے۔

دار الحديث مدينة طيبه

دارالحدیث مدینہ طیبہ جس کی تأسیس (۱۹۳۱۔۱۹۳۲ء) میں ہوئی، اس کی تأسیس کے فنڈ کا بھی انتظام جماعت اہل حدیث نے چندہ کے ذریعہ کیا۔

علماء اہل حدیث کی سزائیں اور علماء مقلدین مکہ کی حرکتیں

۱۸۵۷ء کے حادثہ کے بعد علماء اہل حدیث کو باغی قرار دیکر انہیں شدید قسم کی طرح طرح کی پریشانیوں اور مصائب میں مبتلا کیا گیا، تو بہت سارے لوگ مکہ ومدینہ ہجرت کر گئے، مگر وہاں کے غیر اہل حدیث ہندوستانی مقیمین مکہ وحجاز نے حکومت کے ساتھ مل کر ان لوگوں کو وہابی قرار دیکر طرح طرح کی سزائیں حکومت سے دلوائیں، خصوصا مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ کے والد خیرالدین پیش پیش رہے۔

مولانا ابولکلام آزاد رحمہ اللہ کہتے ہیں:۔'قاضی محمد مراد بنگالی طائف گئے، جب واپس آئے تو شیخ عبداللہ مرداد امام حنفی نے ان سے ملاقات کی اور'زیارت مقبول' کہا، اس سے مراد ابن عباس

رضی اللہ عنہا کی قبر کی زیارت تھی، قاضی صاحب نے جواب دیا کہ میں کسی کی قبر کی زیارت کے لیے نہیں گیا تھا، بلکہ محض تفریح کے لیے گیا تھا، اس بات کا بہت چرچا ہوا، اور بات شریف تک پہنچائی گی، اور اس کے معنی یہ ٹھرائے گئے کہ یہ لوگ بھی محمد بن عبدالوہاب کی طرح قبور صالحین کی زیارت کے مخالف ہیں، نتیجہ یہ نکلا کہ چند دنوں کے بعد اچانک اس جماعت کے اکتیس آدمی گرفتار کر لیے گئے۔ ان پر الزام لگایا گیا کہ یہ بھی محمد بن عبدالوہاب کی جماعت سے ہیں، انھوں نے اس سے انکار کیا، اس پر والد مرحوم نے سترہ سوال مرتب کر کے پیش کئے۔ افسوس ہے اس موقع پر بجز تین شخصوں کے اور سب نے تقیہ کیا اور کسی نے بھی استقامت نہ دکھائی، مولوی محمد انصاری، مولوی محمد لطیف اور قاضی محمد مراد نے بڑی جرأت و دلیری کے ساتھ اپنے صحیح عقائد پیش کر دیے اور کہا اگر قرآن وسنت پر عمل کرنا اور بدعت سے اجتناب کرنا جرم ہے تو ہم مجرم ہیں، اور ہر طرح کی سزا برداشت کرنے کو تیار ہیں۔

پھر ان سے کہا گیا کہ اپنے عقائد سے توبہ کریں ورنہ سخت تعزیر کی جائے گی، لیکن یہ اس پر رضامند نہ ہوئے، اس پر شریف نے ان تینوں میں سے ہر ایک کو انتالیس انتالیس کوڑے لگانے کا حکم دیا، انتالیس اس لیے کہ حنفیہ کے نزدیک حد کی تعداد چالیس کوڑے ہیں اور تعزیر کو اس تعداد سے کم ہونا چاہیے۔۔۔ (مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: اہلحدیث اور سیاست، ص ۳۳۹-۳۴۳، آزاد کی کہانی آزاد کی زبانی، ص، ذہن نشین رہے کہ اس وقت مکہ سعودی حکومت کے زیر انتظام نہیں تھا)

میاں صاحب کا سفر حج

شاہ اسحاق کے ہجرت مکہ (۱۲۵۹ھ/فروری ۱۸۴۳ء) کے بعد میاں صاحب رحمہ اللہ ان کی مسند درس پر بیٹھے اور درس حدیث کا سلسلہ شروع ہوا اور مسلسل چالیس برس تک جاری رہنے کے بعد سن ۱۳۰۰ھ مطابق ۱۸۸۳ء میں میاں صاحب سفر حج پر گئے، اس سفر میں مولانا تلطف حسین عظیم آبادی برابر آپ کے ساتھ رہے، اس سفر میں میاں صاحب کے ساتھ ہندوستانی مقلدین نے حکومت کے ساتھ مل کر کس حد تک ظلم کیا اس کی تفصیل کتب تاریخ اور اہلحدیث اور سیاست (ص ۳۹۳-۳۴۷) میں مفصلا موجود ہے۔

اور یہ ایذا رسانی صرف میاں صاحب ہی تک نہیں تھی، بلکہ ہر اہلحدیث کے ساتھ حرمین میں مقیم ہندوستانیوں نے یہی ظلم وزیادتی کا معاملہ کیا، چنانچہ مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:-'ایک بزرگ شیخ محمد حرم میں حدیث پڑھاتے تھے، اس (رحمت اللہ کیرانوی) نے اس کو حکما اس سے ہٹادیا، پھر وہ ایک مدت تک ایک حلوائی (جس کا نام عبداللہ تھا) کی دوکان کی ایک کوٹھری میں چھپ کر حدیث پڑھاتے رہے، اس کو بھی اس (رحمت اللہ کیرانوی) نے جب مطلع ہوا بند کرادیا، ایک دفعہ حدیث کی ایک کتاب 'سفر السعادۃ' تصنیف علامہ مجد الدین صاحب قاموس، مکہ میں آئی، اور شائقین حدیث نے اس کی ترویج واشاعت چاہی تو اس کو بھی اس نے جاری نہ ہونے دیا، خاکسار (محمد حسین بٹالوی) نے مکہ مکرمہ میں چار مہینے رہ کر اکثر ان حالات کو بچشم خود ملاحظہ کیا ہے، صرف سنی سنائی باتوں کو بیان نہیں کر دیا۔ (ملاحظہ ہو: اہلحدیث اور سیاست، ص ۳۸۱، اشاعت السنۃ، ج ۶، نمبر ۱۰، ص ۲۸۹)

☆☆☆

مسائل شرعیہ

فقہ وفتاویٰ

شعبان بیدار صفوی

(نوٹ): اس بار فقہ وفتاویٰ کے کالم میں دورۂ تدریبیہ منعقدہ مورخہ ۱۱/اکتوبر ۲۰۱۵ء مطابق ۲۶/ذی الحجہ ۱۴۳۶ھ بمقام: جامع مسجد اہل حدیث کا پڑیا نگر، کرلا کی دوسری نشست کے سوال وجواب کو آپ کی خدمت میں پیش کیا جار ہا ہے۔

دوسری نشست سوال وجواب کی نشست تھی اس نشست میں سوالات کے جوابات بھی شیخ ظفر الحسن صاحب مدنی حفظہ اللہ نے دیئے، جبکہ بعض اختتامی موضوعات سے متعلق سوالوں کے جواب ڈاکٹر سعید احمد فیضی حفظہ اللہ نے دیئے، اس نشست کے بعض عام سوالات ہدیہ قارئین ہیں:

(۱) جماعت حق کون سی ہے؟

● مولانا نے اس سوال کے جواب میں فرمایا حق والی جماعت کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "**وھی الجماعۃ**" الجماعۃ کی شرح دوسری روایات میں "**ماانا علیہ واصحابی**" کے طور پر ہے یعنی جماعت حق وہ ہے جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں، ان روایتوں کی شرح محدثین نے یوں کی ہے کہ "**ھم اھل الحدیث**" یہ جماعت اہل حدیث کی جماعت ہے۔

(۲) رکوع کے بعد ارسال کرنے یا ہاتھ باندھنے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

● شیخ موصوف نے اس سوال کا جواب بڑی تفصیل سے عنایت فرمایا آپ نے بتایا کہ بہت پہلے مولانا ابوالمکارم صاحب نے عدم ارسال کی تائید میں ایک کتاب لکھی تھی لیکن اس کتاب کو شرف قبولیت سے محروم ہونا پڑا، پھر اب جو یہ مسئلہ ابھرا ہے ہمارا کہنا یہ ہے کہ عدم ارسال کیلئے کوئی صریح دلیل نہیں ہے اگر تعامل سلف پر ہی ایک نظر ڈال لی جائے تو ارسال صاف نظر آتا ہے شیخ محفوظ نے اس موضوع پر ایک کتاب لکھی ہے اس کتاب میں انھوں نے طرفین کے دلائل کا تفصیل سے جائزہ لیا ہے، جو لوگ شوق رکھتے ہوں یہ کتاب دیکھ سکتے ہیں، بس میں ان لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں جو ارسال کے قائل نہیں ہیں کہ اپنا نظریہ دوسروں پر تھوپنے سے گریز کریں۔

(۳) کیا باقی ۷۲/فرقے ہمیشہ جہنم میں رہیں گے؟

● مولانا نے اس سوال کا جواب بڑے ظریقانہ انداز میں دیا: فرمایا صاحب وہیں دیکھا جائے گا کہ کون جہنم میں جاتا ہے اور ہمیشہ رہتا ہے، پھر اس کے بعد آپ نے وضاحت فرمائی کہ ان فرقوں میں درجات ومراتب ہیں ان کا خیال رکھنا ازبس ضروری ہے مثلاً صحابہ کو مرتد کہنے والے ایسے لوگ ہوں گے جو

خلود کے مستحق ہوں گے اسی طرح کچھ باتیں اصول دین سے تعلق رکھتی ہیں اصول دین اور قرآن وسنت کے منہج کے مطابق اگر کوئی واقعی چل رہا ہے تو اس کی چھوٹی فکری غلطیوں کو اللہ معاف کرسکتا ہے۔

(۴) یوم عرفہ کا روزہ ہندوستان میں کیا مکہ کے اعتبار سے ہوگا؟

● مولانا نے اس کے جواب میں کہا کہ اعتبار اپنے اپنے ملکوں کا ہی ہوگا، ہندوستان والے ہندوستان کا اعتبار کریں گے کیونکہ مکہ کی رویت کا اعتبار کرنے سے بہت سارے تضادات لازم آتے ہیں بعض ملکوں کو تو رات کا روزہ رکھنا پڑے گا اس لئے صحیح بات یہی ہے کہ لوگ اپنے اپنے ممالک کا اعتبار کریں گے۔

(۵) صلوۃ التسبیح کا کیا حکم ہے؟

● آپ نے کہا کہ متقدمین میں علامہ ابن الجوزی نے صلوۃ التسبیح والی روایت کو منکر قرار دیا ہے لیکن ان کے بعد سے اب تک تمام علماء ومحدثین اس روایت کو حسن قرار دیتے آئے ہیں متاخرین میں ایک عرب عالم نے بھی اس نماز کو غیر درست قرار دیا ہے، اس کتاب کا ترجمہ الدار السّلفیہ سے شائع ہوگیا لیکن صحیح بات یہی ہے کہ یہ نماز پڑھنی درست ہے اور روایت حسن درجے کی ہے۔

ان سوالات کے علاوہ اور دیگر سوالات بھی کئے گئے اور مولانا نے ان کا شرح وبسط سے جواب دیا۔

اس نشست میں دوسرے عالم دین تھے ڈاکٹر سعید فیضی حفظہ اللہ آپ نے بھی کئی سوالوں کا جواب دیا بالخصوص آپ ایک علمی سوال کا جواب دینے کے لئے تشریف لائے سوال تھا:

سوال: کیا اجماع نص سے زیادہ قوی ہے؟

● یہ سوال محض سوال نہ تھا ایک مستقل بحث کا عنوان تھا تاہم مولانا نے اختصار کے ساتھ قلت وقت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کا جواب مرحمت فرمایا آپ نے کہا: اصل میں اجماع دو طرح کا ہے ایک اجماع عمومی اور دوسرا اجماع اصولی۔ اجماع مثلاً ارکان ایمان پر یا ارکان اسلام وغیرہ پر تمام لوگوں کا اجماع سو یہ اجماع صرف دلیل کے مقابلے میں قوی ہوسکتا ہے (کیونکہ دلائل کے ساتھ دلائل کے استنباط پر بھی لوگ جمع ہیں) جبکہ اجماع اصولی جس کی تعریف اور شروط ہیں وہ دلیل کے مقابلے قوی نہیں بلکہ ایسا اجماع عملاً ممکن بھی نہیں ہے۔

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے دفتر میں

مکتبہ فرقان کا افتتاح

جملہ احباب جماعت کو یہ اطلاع دیتے ہوئے ہمیں خوشی ہورہی کہ صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے دفتر واقع کرلا میں الحمدللہ مکتبہ فرقان کا افتتاح عمل میں آچکا ہے اور اس میں ان شاء اللہ مختلف دینی اور جماعتی کتابیں مناسب قیمت پر دستیاب رہیں گی اور اس ضمن میں ہم جماعتی احباب کی تجاویز اور آراء کا بھی خیر مقدم کریں گے جن کے ذریعہ خدمات کو ان شاء اللہ بہتر سے بہتر بنایا جاسکے گا۔

مینیجر مکتبہ فرقان

رپورٹ

یک روزہ عظیم الشان: عظمت حرمین شریفین وحج تربیتی کانفرنس

مولانا عاطف سنابلی

مورخہ ۳۰/اگست ۲۰۱۵ء

مطابق ۱۴/ذوالقعدہ ۱۴۳۶ھ

بمقام: حج ہاؤس پلٹن روڈ، ممبئی

پہلی نشست بعد صلاۃ عصر تا مغرب

صدارت: فضیلۃ الشیخ عبدالسلام السّلفی حفظہ اللہ

(امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث، ممبئی)

نظامت: فضیلۃ الشیخ سعید احمد بستوی حفظہ اللہ

(ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث، ممبئی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی علی رسولہ الکریم الأمین وبعد۔

ناظم نشست فضیلۃ الشیخ سعید احمد بستوی حفظہ اللہ (ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث، ممبئی) نے عظمت حرمین شریفین کے تعلق سے چند تمہیدی کلمات پیش فرمائے اور کانفرنس کے انعقاد کی مقصدیت کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ پوری امت مسلمہ کی یہ ذمے داری ہے کہ وہ حرمین کے تقدس اور اسکی عظمت وحرمت کے لئے کوششیں جاری رکھے اور اس کی حفاظت کے لئے متحد رہے چنانچہ یہ کانفرنس اسی ذمے داری کے احساس کا ایک مظہر ہے اس کے بعد ناظم محترم نے تلاوت کلام پاک کے لئے مسجد اہل حدیث خالد بن عبدالرحمن، ٹیمکر محلّہ، کے نائب امام شیخ عزیز الرحمن محمدی حفظہ اللہ کو دعوت دی اور انہوں نے قرآن مقدس کی آیات بابرکات سے کانفرنس کی پہلی نشست کا آغاز فرمایا تلاوت کلام پاک کے بعد اس عظیم الشان کانفرنس کے کنوینر شیخ عبدالجلیل مکّی حفظہ اللہ کو تذکیری کلمات کے لئے دعوت سخن دی گئی مختصر طور پر انہوں نے تذکیری کلمات پیش فرمائے اور ناصحانہ کلمات کہتے ہوئے انہوں نے بیان فرمایا کہ اللہ ربّ العالمین نے نبی محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لوگوں کی تربیت وتعلیم اور انکے تزکیہ وتطہیر ہی کے لئے مبعوث فرمایا تھا لوگوں کو تذکیر ونصیحت کرنا یہ ایک سنت اور باعث فخر وسعادت عمل ہے ساتھ ہی موصوف نے عظمت حرمین شریفین کانفرنس میں شریک ملک وملت اور جماعت کے نامور اور ممتاز علماء اور فضلاء کا استقبال اور خیر مقدم بھی کیا اور ان کی شرکت اور حاضری پر ان کا شکریہ ادا کیا۔

بعدہٗ مولانا جابر یوسف نوری نے اپنے مترنّم آواز میں ایک پیاری اور جامع حمد پیش فرمائی، اسکے بعد خطاب اور تربیت حج کا سلسلہ شروع ہوا، سب سے پہلے صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے داعی اور مبلغ شیخ عنایت اللہ مدنی حفظہ اللہ نے ''عظمت حرمین شریفین تاریخ کے آئینے میں'' کے عنوان پر

مختصر مگر جامع اور علمی خطاب پیش فرمایا ابتدائی کلمات میں موضوع خطاب کی اہمیت اور ضرورت پر بولتے ہوئے موصوف نے بتایا کہ اسلامی سلطنتوں، حکومتوں اور خلافتوں کے دور میں اسلامی حکمرانوں نے حرمین شریفین کی کیا خدمات انجام دی ہیں وہی باتیں آج کے اس خطاب میں آپ کے سامنے رکھی جائیں گی، اس کے بعد اپنے خطاب کو آگے بڑھاتے ہوئے شیخ محترم نے قرآن پاک کی مقدس آیات کی روشنی میں بتایا کہ اللہ کے گھروں کو آباد رکھنا یہ مومنوں کا شعار اور ان کا وصف ہے، اس کے بعد حرم کی خدمات اور اس کی توسیع کی تاریخ کا حسب ترتیب تذکرہ فرمایا: کہا کہ نبی محترم ﷺ کے بعد حرم کی صورتحال اور اس کی بوسیدہ عمارتوں کو دیکھتے ہوئے حرم میں سب سے پہلے توسیع و مرمت کا کام خلیفۂ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا ان کے بعد تیسرے خلیفہ حضرت عثمان غنیؓ نے اس (حرم) کی توسیع فرمائی پھر اسکے بعد سلسلہ وار مختلف حکمرانوں کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ جب ۶۵ھ میں مسجد حرام میں آگ لگ گئی تھی اس وقت عبد اللہ بن زبیرؓ نے ایک بڑی توسیع فرمائی یہ توسیع تقریباً دس ہزار اسکوائر میٹر پر مشتمل تھی، ان کے بعد اموی خلیفہ ولید بن عبد الملک نے ۹۱ھ میں ایک نئی ترتیب اور شکل میں اسکی تعمیر و توسیع کا کام انجام دیا پھر اس کے بعد مختلف اموی اور عباسی خلفا کی خدمات کو بیان فرماتے ہوئے بالترتیب آٹھ توسیعات کا تذکرہ فرمایا، پھر شیخ نے بتایا کہ اس کے بعد ایک ہزار سال کا وقفہ گذر گیا کوئی قابل ذکر کام حرم میں نہیں ہوا ایک لمبی مدت اور طویل وقفہ کے بعد مملکت توحید کے قیام کے بعد ملک عبد العزیزؒ کے زمانے میں ایک عظیم توسیع کا کام انجام پایا اور عرب کے ایک عظیم عالم دین ابراہیم بن صالح کی ایک کتاب کے حوالہ سے انہوں نے بتایا کہ مملکت سعودی کے قیام کے بعد سعودی عرب میں اس قدر مسجدیں تعمیر ہوئیں کہ ۱۴۰۶ھ میں ۲۸ ہزار مسجدیں آباد ہو گئیں دوران خطاب سعودیہ عربیہ کی حکومت کے چند بنیادی امتیازات و خصائص کا بھی تذکرہ فرمایا عرب میں سلفی دعوت میں روح پھونکنے والے مجدد و مجاہد شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہابؒ کی قربانیوں کو بھی یاد کیا اور کتاب و سنت کی بالا دستی میں ان کی مساعی جمیلہ کا ذکر جمیل کیا اور انہیں سراہا اور حرمین کے حوالے سے آل سعود کی عظیم ترین نا قابل فراموش توسیعات و تعمیرات اور انکی گراں قدر خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے مختلف فرماں رواؤں کی خدمات اور ان کے کا ناموں کو مرحلہ وار بیان فرمایا آل سعود میں شاہ فہدؒ کی خدمات کو خصوصی طور پر ذکر کیا اور ان کے بارے میں بتایا کہ یہ وہ شخص ہیں جنہوں نے حکمراں اور فرماں روا رہتے ہوئے اپنے لئے ''خادم الحرمین الشریفین'' کا لقب منتخب کیا، یہ انکے تواضع اور انکساری کی بین دلیل ہے۔

اس کے بعد شیخ انصار زبیر محمدی حفظہ اللہ کو خطاب کے لئے دعوت دی گئی آپ کا موضوع تھا [حج کیسے کریں؟]

موصوف نے قلت وقت کے پیش نظر تمہید سے بچتے ہوئے شروعات میں عبادت حج کی ہمہ گیریت اور جامعیت کا تذکرہ فرمایا اور بتایا کہ یہ اسلام کا ایک اہم ترین رکن ہے اور ساری عبادتوں کا مجموعہ ہے اس کے بعد شرائط حج کی طرف بھی نشاندہی فرمائی اور بتایا کہ ہر صاحب استطاعت پر زندگی میں

صرف ایک بار حج فرض اور واجب ہے اس کے بعد بالاختصار حج کی تینوں قسموں کا ذکر کیا اور حج تمتع کی افضلیت کی طرف بھی رہنمائی فرمائی اور اس سے متعلق سامعین کے شبہات کا بھی ازالہ کیا اور کہا کہ گرچہ اللہ کے نبی ﷺ نے حج قران کیا ہے اور آپ کا عمل حج تمتع نہیں ہے لیکن آپ کے قول سے حج تمتع ہی کی افضلیت کا پتہ چلتا ہے اور یہ اصولی بات ہے کہ آپ ﷺ کے قول وعمل کے تعارض کی صورت میں آپ کا قول ہی راجح ہوگا اسی لئے برصغیر ہند و پاک اور نیپال کے لوگ حج تمتع ہی کرتے ہیں اس لئے حج تمتع ہی کا طریقہ آپ کے سامنے پیش کیا جارہا ہے چنانچہ موصوف نے بہت ہی اختصار اور بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ عملاً احرام پہن کر حج تمتع کا مسنون طریقہ اور دوران حج ہونے والی غلطیوں کی طرف نشاندہی کی، احرام باندھنے کا طریقہ اور دوران احرام محذورات کی طرف بھی اشارہ کیا اور بتایا کہ احرام کی حالت کی حرمتیں ایک حاجی پر میقات ہی سے نافذ ہوں گی گرچہ اس نے احرام سہولت کی خاطر اور پہلے ہی ایر پورٹ وغیرہ پر ہی کیوں نہ زیب تن کرلیا ہو، اس کے بعد بکثرت تلبیہ پڑھنے کا ذکر فرمایا اور ایک اہم ترین غلط فہمی کا بھی ازالہ کیا کہ بعض لوگ لبیک عمرۃً کو زبان سے نیت کے لئے دلیل کے طور پر استعمال کرتے ہیں حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے اور بتایا کہ لبیک عمرۃً کا مقام حج میں ایسے ہے جیسے نماز میں تکبیر تحریمہ کا، لبیک عمرۃً یہ نیت نہیں ہے بلکہ عمرہ میں داخل ہونے کا زبانی اعلان ہے۔

اس کے بعد طواف قدوم اور نفلی طواف کے طریقے اور دوران طواف ہونے والی غلطیوں کی طرف نشاندہی فرمائی اور یہ بھی بتایا کہ دوران طواف الگ الگ چکر کے لئے کوئی خاص دعا نہیں ہے جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے اور کرتے ہیں البتہ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان مسنون دعا [ربنا اٰتنا ۔۔] کے مشروع ہونے کا بھی ذکر کیا، علاوہ ازیں صفاومروہ کی سعی کا مسنون طریقہ اور اس دوران ہونے والی غلطیوں کو بھی بیان فرمایا حج تمتع میں عمرہ کی تکمیل کے بعد بکثرت نفلی طواف اور مسجد حرام میں زیادہ سے زیادہ نمازوں کی ادائیگی پر ابھارا اس کے بعد اسلامی تاریخ وائز اعمال حج کو بیان فرمایا اور رمی جمرات، منیٰ میں قیام، عرفہ، مزدلفہ، قربانی، حلق اور قصر کی تفصیلات بیان فرمائیں اور دوران حج ہونے والی غلطیوں بالخصوص رمی جمرات اور منیٰ میں قیام کے دوران کی غلطیوں کو بھی بتایا بعد ازاں بالاختصار ارکان حج کو ذکر کرنے کے بعد جمعیت کے کارناموں اور اس کی خدمات کو سراہتے ہوئے جمعیت اور ارباب جمعیت کے شکریہ اور دعائیہ کلمات کے ساتھ اپنے خطاب کا اختتام فرمایا، موصوف کے بعد مہمانوں کی خدمت میں ناشتہ پیش کیا گیا اور اس کے بعد صلاۃ مغرب کی ادائیگی کے لئے پہلی نشست کے اختتام کا اعلان کیا گیا۔

دوسری نشست

بعد صلاۃ مغرب تا ۱۰ بجے رات

صدارت: فضیلۃ الشیخ عبدالسلام السّلفی حفظہ اللہ

(امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث، ممبئی)

نظامت: فضیلۃ الشیخ عبدالحکیم عبدالمعبود مدنی حفظہ اللہ

(نائب ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث، ممبئی)

صلاۃ مغرب کی ادائیگی کے معاً بعد الحمدللہ دوسری نشست کا آغاز ہوا دوسری نشست کے ناظم محترم شیخ عبدالحکیم مدنی حفظہ اللہ نے مختصر طور پر تاریخی تسلسل کے ساتھ جماعت اہل حدیث اور اس

کے اکابر واعلام اور علماء کرام کی قربانیوں اوران کی خدمات جلیلہ کا تذکرہ کرتے ہوئے عظمت حرمین شریفین جیسی عظیم الشان کانفرنس کے انعقاد اور وقت کے اہم ترین تقاضا کے احساس اور اس قابل قدر پیش رفت اوراقدام پر جمعیت بالخصوص اس کے امیر محترم کی جہود ومساعی اوران کی کاوشوں کوسراہااوراس کانفرنس کے انعقاد پر امیر محترم اوران کے رفقاء کار کومبارکباد پیش کیا اسی طرح ممبئ اور مضافات ممبئ (ممبرا ،بھیونڈی، تھانہ ،کاندیولی وغیرہ سے اس کانفرنس میں ایک بڑی تعداد شریک ہوئی پوراج ہاؤس بھرا ہوا تھا کرسیاں کم پڑگئیں) کے جماعتی احباب کی اس دلچسپی اور جماعت کی دعوت پرشریک ہونے پرشرکائے کانفرنس کا بھی استقبال کیا اور ان کی شرکت کا شکریہ ادا کیا ، اس کے بعد تلاوت کلام پاک اور تذکیری کلمات کے لئے جماعت کی بزرگ اور محترم شخصیت شیخ قاری نجم الحسن فیضی حفظہ اللہ صدر جامعہ رحمانیہ کاندیولی کودعوت دی گئ شیخ محترم نے قرآن کریم کی سورۃ البقرہ کی چند آیات ''وَإِذِ ابْتَلَى إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِين '' سے لیکر چند آیات مقدسہ کی تلاوت فرمائی اورانہیں کی روشنی میں چند تذکیری اور ناصحانہ کلمات سے سامعین کونوازا،اور عظمت حرمین اوراس کی تاریخ کے ضمن میں ابراہیم علیہ السلام کی قربانیوں کا ذکر کیااوراسی پس منظر میں موجودہ صورتحال پر افسوس کا بھی اظہار فرمایا ،آپ کی تلاوت و تذکیر کے بعد جناب فائق انصاری نے حمدیہ اشعار پر مشتمل ایک نظم پیش کی ، اس کے بعد کانفرنس کے صدر مجلس استقبالیہ اور نائب امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئ فضیلۃ الشیخ محمد مقیم فیضی صاحب حفظہ اللہ نے خطبۂ استقبالیہ پیش فرمایا اور جماعت اہل حدیث اوراس کے اعیان و اکابر کی قدیم ترین خدمات کا ذکر کرتے ہوئے اسکے کارناموں کا سلسلہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نبی محترم ﷺ سے جوڑا اور بتایا کہ جو دعوت ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام لیکر آئے تھےاور جسے لیکر نبی اکرم ﷺ آئے اور آپ کے بعد آپ ﷺ کے صحابہ اور سلف صالحین نے اسے اور اس کے فوائد و برکات کوانسانیت تک پہونچایا جماعت اہل حدیث اسی دعوت اور مشن کی داعی اور علمبردار ہے اسی منہج کی منّاد ہے بنا بریں دین و شریعت کے حوالے سے اس جماعت کی خدمات بڑی قدیم اور روز روشن کی طرح عیاں ہیں تعلیمی ،رفاہی اور دعوتی تمام میدانوں میں اس جماعت کے کارہائے نمایاں واضح ہیں اسی مشن کولیکر الحمد للہ جماعت اور جمعیت اہل حدیث ممبئ محترم امیر جمعیت کی قیادت و رہنمائی میں آگے بڑھ رہی ہے سامعین کومخاطب کرتے ہوئے آپ نے ان سے گذارش کی کہ آپ جماعتی تصور کوسمجھیں اور مولانا عبد السلام سلفی حفظہ اللہ اوران کے رفقاء کار کے ساتھ مل کر جماعتی کاز کو استحکام بخشیں اورکسی بھی موقع سے جماعت جب آپ کو یاد کرے، دعوت دےتو آپ جماعت اور جمعیت کی آواز پر لبیک کہیں۔

اس کے بعد خطابات کا سلسلہ شروع ہوا سب سے پہلے فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر عبید الرحمن مدنی حفظہ اللہ مدیر مرکز الامام البخاری تلولی، کا خطاب ہوا۔

شیخ عبید الرحمن کا خطاب بھی مضمون کی شکل میں اسی شمارے میں شامل ہے۔

اس کے بعد فضیلۃ الاستاذ برادر ابوزید ضمیر حفظہ اللہ کوخطاب کے لئے دعوت دی گئ آپ کا موضوع خطاب تھا'' خطبۂ حجۃ

الوداع کا پیغام"۔

برادر ابوزید کا پورا خطاب مضمون کی شکل میں اسی شمارے میں موجود ہے۔

شیخ ابوزید ضمیر حفظہ اللہ کے خطاب کے بعد ایک نظم کے لئے مولانا محمد جابر یوسف نوری کو دعوت دی گئی اور انہوں جماعت کی بزرگ شخصیت شیخ عبدالواحد انور یوسفی کی تخلیق کردہ نظم "منّادہے حرمین کی عظمت کا مسلمان" پیش فرمائی۔

نظم کے بعد باہر سے تشریف لانے والے خصوصی طور پر کانفرنس میں شرکت کرنے کی غرض سے طویل سفر طے کر کے آنے والے کانفرنس کے فاضل مہمان خصوصی فضیلۃ الشیخ ظفرالحسن مدنی حفظہ اللہ کو دعوت خطاب دی گئی آپ کا موضوع تھا "عظمت حرمین شریفین اور مسلمانوں کی ذمے داریاں"۔

شیخ ظفرالحسن مدنی صاحب کا خطاب بھی مضمون کی شکل میں اسی شمارے میں موجود ہے۔

آپ کے بعد صدر کانفرنس امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی محترم شیخ عبد السلام السّلفی حفظہ اللہ وتولاہ نے مختصر طور پر صدارتی خطاب پیش فرمایا اور لوگوں کی اتنی بڑی تعداد کی شرکت اور جماعتی وابستگی پر احباب جماعت کا استقبال کرتے ہوئے اپنی خوشی کا اظہار فرمایا حرمین شریفین کے حوالے سے اہل حدیثوں کے قلبی اور روحانی تعلقات کا تذکرہ کرتے ہوئے سعودی حکومت اور وہاں کے علما سے اہل حدیثوں کے تعلقات کا بھی تذکرہ فرمایا اور مسلمانوں کی ذمے داری انہیں یاد دلاتے ہوئے شاعر مشرق علامہ اقبال کا یہ شعر پیش فرمایا:

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لیکر تا بخاک کاشغر

اس کے بعد تمام شرکائے کانفرنس جملہ حاضرین بالخصوص مہمانان خصوصی ومہمانان اعزازی مؤقر علما اور منتظمین کانفرنس سبھی لوگوں کا شکریہ ادا کیا اور آپ کے شکرانہ اور دعائیہ کلمات کے ساتھ کانفرنس اختتام پذیر ہوئی اور اس کے بعد باہر سے تشریف لائے مہمانوں کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔ **فللہ الحمد علیٰ ذلک۔**

حج ہاؤس میں عظمت حرمین کے عنوان سے صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کا عظیم الشان پروگرام

ہم ایرانی سازشوں اور داعشی خرافات کی پرزور تردید کرتے ہیں (مقررین)

رپورٹ: مولانا شعبان بیدار صفوی

۳۰ راگست بروز اتوار صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے زیر اہتمام حج ہاؤس ممبئی میں عظمت حرمین شریفین اور حج تربیتی کانفرنس کا انعقاد عمل میں آیا۔ پہلی نشست بعد صلاۃ عصر مولانا عبدالسلام صاحب سلفی کی صدارت میں نماز مغرب تک جاری رہی۔ مولانا عزیز الرحمان محمدی نائب امام مسجد اہل حدیث ٹیمکر محلہ کی تلاوت سے اس نشست کا آغاز ہوا اور فضیلۃ الشیخ انصار زبیر محمدی نے "حج کیسے کریں" کے عنوان سے جہاں مفید باتیں سامعین کے گوش گزار کیں وہیں عملی طور پر مناسک حج کا تعارف بھی پیش کیا۔ دوسرا خطاب تھا "خدمت حرمین شریفین تاریخ کے آئینے میں" فضیلۃ الشیخ عنایت اللہ مدنی نے اس موضوع پر انتہائی مدلل اور صاف ستھرے

انداز میں خدمت حرمین کی تاریخ شاہ فہد تک اجمالاً بیان فرمائی اس نشست کی نظامت فضیلۃ الشیخ سعید احمد بستوی نے کی۔

دوسری نشست بعد صلاۃ مغرب مولانا عبدالسلام سلفی کی صدارت میں دس بجے شب تک چلتی رہی۔ تلاوت وتذکیر اور حمدیہ نظم کے بعد فضیلۃ الشیخ مقیم فیضی (نائب امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئ) نے خطبۂ استقبالیہ پیش فرمایا۔ موصوف نے انتہائی اختصار کے ساتھ جماعت اہل حدیث کی کارکردگی پر روشنی ڈالی۔ اثناء خطبہ آپ نے یہ بات بڑی وضاحت سے پیش کی کہ ''جماعت اہل حدیث نے ہندوستان میں بیداری کی جو لہر پیدا کی انصاف پسند اہل دانش اسے نظر انداز نہیں کر سکتے فکر ونظر اور عقیدے کی اصلاح کا جو بیڑا اس جماعت نے اٹھایا تھا اسی کے اثرات ہیں کہ مسلمانوں میں ہندوانہ عقائد کا غلبہ کم ہوسکا۔ مولانا نے کہا ہم ایرانی سازشوں اور داعشی خرافات کی پر زور تردید کرتے ہیں۔ آپ نے واضح کیا کہ اہل حدیث کل بھی حفاظت حرمین کے لئے سب سے آگے تھا اور آج بھی اپنی جان قربان کرنے سے گریز نہ کرے گا۔ انھوں نے ہندوستان کے بوسیدہ نظام تعلیم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ مدارس میں احادیث وتفاسیر کی تعلیم کا جو غلغلہ بلند ہوا ہے یہ اہل حدیث کی دین ہے۔ دوسرا خطاب ڈاکٹر عبید الرحمن مدنی کا تھا آپ نے ''عظمت حرمین کی پامالی اغراض ومقاصد اور تاریخی شواہد'' کے عنوان سے مختصر مگر مفید خطاب پیش کیا۔ مولانا نے ناقابل تردید تاریخی حوالوں سے ثابت کیا کہ روافش نے ایک زمانے میں حجر اسود کو اکھاڑ کر دوسری جگہ منتقل کیا، حجاج کو قتل کیا اور نبی کی نعش کو دوسری جگہ منتقل کرنے کی ناکام کوششیں بھی کیں اور آج تک یہ حرمت بلاد حرمین کی پامالی کا منصوبہ بنا رہے ہیں اور موقع پاتے ہی انجام دینے کی پوری کوشش کرتے ہیں۔

برادر ابوزید ضمیر نے ''حجۃ الوداع کا پیغام'' کے حوالے سے سماجی، معاشرتی اور اعتقادی مسائل کی سہل انداز میں تشریح پیش کی۔ اس کے بعد ظفر الحسن مدنی حفظہ اللہ نے حرمین کے حوالے سے گفتگو فرمائی مولانا نے مختلف اسالیب اور متعدد مناسبات سے اپنے موضوع کی وضاحت کی اور تاریخ اہل حدیث سے متعلق نادر ونایاب گوشوں کو بیان کر کے سامعین کو محفوظ کیا۔ آپ نے تاریخی حوالوں کے ساتھ بتایا کہ حرم کا ایک دور وہ بھی گزرا ہے جب حاجیوں کی نہ جان محفوظ تھی نہ مال۔ انھوں نے واشگاف الفاظ میں کہا اہل حدیثوں نے اہل حرمین کی شدید غربت کے زمانے میں خدمت حرمین سے خوب خوب فیض حاصل کیا وہاں پانی اور اناج کا انتظام تو کیا ہی ہندوستان میں چندہ کر کے حرمین میں تعلیم گاہوں کا بھی انتظام کیا اور آج بھی اہل حدیثان ہند وقت پڑنے پر اپنی جان ومال کے ساتھ حرمین کو ظلم وزیادتی، شرک کی گندگی اور ظاہری نجاستوں سے پاک رکھنے کے لئے سربکف حاضر ہیں۔

آخر میں شیخ عبدالسلام سلفی امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئ نے انتہائی مختصر انداز میں صدارتی کلمات پیش فرمائے عقیدہ ومنہج پر زور دیتے ہوئے موصوف نے تمام علماء کرام اور شرکاء کانفرنس کا شکریہ ادا کیا اور گزارش کی تمام لوگ مل جل کر جمعیت کے کاز کو آگے بڑھائیں۔

پروگرام میں بھیونڈی اور ممبئ کی تقریبا تمام علمی شخصیتیں رونق اسٹیج رہیں جمعیت کے والینٹیر س نے بڑے ہی نظم وضبط کے ساتھ پروگرام کو منزل مقصود تک پہنچایا پورا ہال سامعین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ جمعیت کی طرف سے تمام شرکاء کے کھانے اور ناشتے کا بھی انتظام تھا۔ پروگرام کی نظامت عبدالحکیم عبدالمعید مدنی نے فرمائی۔ ◆◆◆

رپورٹ

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے تعلیمی مظاہرے میں تقریبا ۵۰/مدارس کے ۳/سو سے زائد طلباء شریک ہوئے

پیش کردہ: شعبہ تعلیم وتربیت صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی

مورخہ ۲۹/نومبر ۲۰۱۵ء بروز اتوار بمقام جامع مسجد اہل حدیث مومن پورہ زیر اہتمام صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی منعقد ہونے والے تعلیمی مظاہرے کے مقابلۂ قرأت، حفظ ادعیہ، تقریر اور سیرت کوئز میں شہر ممبئی اور مضافات کے تقریباً پچاس مدارس اور اسکولوں کے تین سو سے زائد طلباء نے شرکت کی اور ہر ایک نے اپنی کاوشوں اور صلاحیتوں کا بہترین مظاہرہ کیا۔ آٹھ گروپوں میں مختلف اداروں کے کہنہ مشق اور تعلیم وتربیت میں مہارت رکھنے والے ۲۴/مدرسین نے حکم کے فرائض انجام دئے جن کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں: مولانا عبدالرحمن سلفی، قاری جاوید احمد حقی، حافظ شعیب نوری، قاری عطاء الرحمن سلفی، قاری ہدایت اللہ اشاعتی، مولانا حافظ ظہیر الدین سنابلی، مولانا ارشد سکراوی، مولانا احسان اللہ مدنی، مولانا عبدالستار سراجی، مولانا عبیداللہ سلفی، مولانا شمیم احمد مدنی، مولانا شعبان بیدار صفوی، مولانا محمد ایوب اثری، مولانا محمد یوسف عمری، مولانا سراج الحق عالیاوی، مولانا شاہ عالم رحمانی، مولانا عبدالکریم سنابلی، مولانا محمد صدیق سلفی، مولانا سعید احمد بستوی، مولانا محمود احمد فیضی (بنگالی مسجد)، مولانا محمود الحسن فیضی (رحمانیہ) اور انتظامات کے نگراں مولانا اسلم صیاد تھے۔

مسابقہ تمام موضوعات پر طلباء کی محنت کے ساتھ اپنے حسن ترتیب اور مقامی ذمہ داران کے حسن انتظام کے سبب بحمدللہ انتہائی کامیاب رہا۔ مسابقے کی کارروائی صلاۃ عصر تک جاری رہی اور بعد صلاۃ عصر جلسہ تقسیم انعامات میں اول، دوم اور سوم آنے والے ۲۴/طلباء کو نقد انعام کے علاوہ ٹرافی، سرٹیفیکٹ اور اسکول بیگ متعدد بزرگوں، اعیان جماعت اور شہر کے معززین کے ہاتھوں دیئے گئے۔ ان کے علاوہ مسابقے میں شریک دیگر تمام طلباء وطالبات کی حوصلہ افزائی کے لئے انہیں بیگ وغیرہ تشجیعی انعامات سے نوازا گیا۔ جلسہ تقسیم انعامات میں متعدد اہل علم وفضل نے اپنے تاثراتی کلمات میں اس طرح کے مسابقوں کی اہمیت کا احساس دلایا اور صوبائی جمعیت کے اس اقدام کو سراہا۔

جلسے کا افتتاح ناظم جمعیت مولانا سعید احمد صاحب بستوی نے فرمایا اور صدر اجلاس مولانا عبدالسلام صاحب سلفی امیر جمعیت نے فرمایا کہ طلباء کے مسابقتی ذوق کو بلند کرنے کے لئے اس طرح کے مسابقوں کی اہمیت مسلم ہے، اس وقت ہمیں ملت کے نونہالوں کی صلاحیتوں کو نکھارنے اور انہیں امت کے لئے زیادہ سے زیادہ کارآمد بنانے کے لئے مختلف جہتوں سے مشترکہ جدوجہد کی بڑی ضرورت ہے، صوبائی جمعیت ان شاءاللہ تعلیم وتربیت کے شعبے میں مختلف منصوبوں پر کام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور اس کے لئے اسے احباب جماعت اور بہی خواہان ملت کے تعاون کی اشد ضرورت ہے۔

جمعیت کے نائب امیر اور شعبۂ تعلیم وتربیت کے نگراں مولانا محمد مقیم فیضی نے جامع مسجد اہل حدیث مومن پورہ کے ذمہ داران کے

علاوہ تعلیمی مظاہرے میں شریک تمام مدارس اور طلباء، حکم صاحبان اور رضا کاروں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ ملت کے نونہال ہی اس کا مستقبل ہوتے ہیں اس لئے ملت کی تمام اکائیوں کو ان کی شخصیت سازی اور بہترین تعلیم وتربیت کے لئے پوری سنجیدگی اور احساس ذمہ داری کے ساتھ آگے آنے کی ضرورت ہے۔ اس اجلاس میں جناب عبدالقیوم صاحب لکڑاوالا، مولانا عبدالجلیل صاحب انصاری، ضلعی جمعیت اہل حدیث ساوتھ ممبئی کے ناظم مولانا منظر احسن سلفی، جناب محمد سلیم انصاری صاحب صدر ٹرسٹی جامع مسجد اہل حدیث مومن پورہ مولانا جلال الدین فیضی گونڈوی اور بہت سی اہم شخصیتیں شریک تھیں بعد صلاۃ مغرب ملک وملت اور عالم اسلام کے لئے امن وعافیت اور تعمیر وترقی اور ظلم وستم کے خاتمے کی دعاؤں کے ساتھ مجلس کا اختتام ہوا۔

تعلیمی مظاہرہ

(کثیر الجہات مسابقہ)

کے مختلف گروپوں اور مضامین میں امتیازی طور پر کامیاب ہونے والے طلباء کی تفصیل

قرأت گروپ (الف)

نمبر شمار	درجہ	نام: طالب/ طالبہ	مدرسہ کا نام
1	اول	محمد یحییٰ ابراہیم شریف	صفہ اسلامک کلاسیز انفارمیشن کرلا
2	دوم	محمد حمزہ رحمت اللہ	جامعۃ التوحید بھیونڈی
3	سوم	عبداللہ اشتیاق احمد	زید بن ثابت کپاڈیا نگر کرلا

قرأت گروپ (ب)

نمبر شمار	درجہ	نام: طالب/ طالبہ	مدرسہ کا نام
1	اول	گجد ررفیع	اقرأ انٹرنیشنل اسکول، رے روڈ
2	دوم	بلال محمد خالد انصاری	صفہ اسلامک کلاسیز انفارمیشن کرلا
3	سوم	انصاری نور جہاں محمد صغیر	مدرسہ سلفیہ مومن پورہ، بائیکلہ

ادعیہ گروپ (الف)

نمبر شمار	درجہ	نام: طالب/ طالبہ	مدرسہ کا نام
1	اول	محمد شہباز محمد شاکر حواری	مدرسہ زید بن ثابت تحفیظ القرآن کپاڈیہ نگر کرلا
2	دوم	پٹیل عریض عدنان	اقرأ انٹرنیشنل اسکول ساکی ناکہ
3	سوم	خان مجتبیٰ بدر الزماں	کوکن مسلم ایجوکیشن سوسائٹی، بھیونڈی

ادعیہ گروپ (ب)

نمبر شمار	درجہ	نام: طالب/ طالبہ	مدرسہ کا نام
1	اول	عبدالوہاب عمر فاروق	مدرسہ زید بن ثابت تحفیظ القرآن کپاڈیہ
2	دوم	انصاری ملیحہ مقصود احمد	مدرسہ سلفیہ مؤمن پورہ بائیکلہ
3	سوم	راضیہ خاتون عبدالحمید	مدرسہ دار التوحید پٹھان واڑی ملاڈ

سیرت کوئز گروپ (الف)

نمبر شمار	درجہ	نام: طالب/ طالبہ	مدرسہ کا نام
1	اول	سعدیہ زرین عبدالحکیم	مدرسہ اصلاح العلوم کاندیولی
2	دوم	اقرا خاتون عبدالقیوم	مدرسہ انوار العلوم سلفیہ کھڑک پاڑہ ملاڈ
3	سوم	صدیقی سیف کتاب اللہ	مدرسہ سلفیہ مومن پورہ بائیکلہ

سیرت کوئز گروپ (ب)

نمبر شمار	درجہ	نام: طالب/ طالبہ	مدرسہ کا نام
1	اول	زینب خاتون عبدالعلی	مدرسہ اصلاح العلوم کاندیولی
2	دوم	عبدالرحمن جمیل اُحمد	مدرسہ دار التوحید پٹھان واڑی ملاڈ
3	سوم	ترنم بانو محمد الیاس	مدرسہ اصلاح المسلمین ایکتا نگر کاندیولی

تقریر گروپ (الف)

نمبر شمار	درجہ	نام: طالب/ طالبہ	مدرسہ کا نام
1	اول	انصاری اُرمان محمد امین	مدرسہ سلفیہ مومن پورہ بائیکلہ
2	دوم	کلیم اُحمد اُصغر علی	مدرسہ تعلیم الاسلام بھانڈوپ سوناپور
3	سوم	ملک محمد ناطق مقصود احمد	مدرسہ محمدیہ تحفیظ القرآن گوونڈی

تقریر گروپ (ب)

نمبر شمار	درجہ	نام: طالب/ طالبہ	مدرسہ کا نام
1	اول	ثنا مجید الرحمن	مدرسہ تعلیم القرآن اشوک نگر کرلا
2	دوم	شمس الدین کمال احمد	مدرسہ زید بن ثابت کپاڈیہ نگر کرلا
3	سوم	سمیہ عزیز الرحمن	مدرسہ دار السلام ممبرا

آئینہ جماعت

جمعیت کی سرگرمیاں

دفتر صوبائی جمعیت

دورۂ تدریبیہ برائے ائمہ ودعاۃ
۱۱/اکتوبر بروز اتوار
زیر اہتمام: صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی

رپورٹ: از شیخ عبدالحکیم مدنی

پہلی نشست

زیر صدارت : مولانا الطاف حسین فیضی/حفظہ اللہ

زیر نظامت : مولانا محمد عاطف سنابلی/حفظہ اللہ

تلاوت : قاری رحمت اللہ صاحب

افتتاحی کلمات : مولانا عبدالسلام سلفی/حفظہ اللہ

مولانا عبدالسلام صاحب سلفی امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی نے اپنے افتتاحی کلمات میں فرمایا کہ میدان دعوت کے ماہرین اور ایکسپرٹ علماء سے جڑنے اور استفادہ کا حسین موقع فراہم کرنے کے لئے اس دورۂ تدریبیہ کا اہتمام کیا گیا ہے۔ علماء، ائمہ اور دعاۃ کا منصب بے حد اہم اور ذمہ دارانہ ہے ہمیں دعوت اور امامت کے میدان میں اپنے فرض منصبی کا احساس ہونا چاہیے تا کہ امت کی صحیح اور دانشمندانہ نمائندگی اور رہنمائی ممکن ہو سکے۔ علماء، ائمہ اور دعاۃ کو چاہئے کہ وہ میدان دعوت میں تحمل، صبر اور اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کریں اور علمی مسائل اور فتاویٰ میں عجلت پسندی سے کام نہ لیں بلکہ اپنے علماء اور اکابرین سے رجوع کریں۔

محاضرات:

(۱) شیخ محمد مقیم فیضی/حفظہ اللہ

''امام مسجد کی ذمہ داریاں''

ائمہ مساجد ملت کے گراں قدر سرمایہ اور صحیح رہنمائی کی اساس ہیں اور ان کے کندھوں پر امت کی رہنمائی اور قوم کی سیادت کا بار گراں ہے اس لئے انھیں اللہ کی رضامندی کے لئے بلند حوصلگی اور عالی ہمتی سے صبر وتحمل اور علم وبصیرت بھری زندگی گزارنا چاہئے۔ اور عربی زبان اور اسلامی دعوت اور دیگر علوم وفنون میں مہارت اور صلاحیت بھی بڑھانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور امت کی رہنمائی کا کام پوری امانت داری اور ذمہ داری کے ساتھ انجام دینا چاہئے۔

(۲) شیخ ابوزید ضمیر/حفظہ اللہ

''دعوت الیٰ اللہ میں جدید ٹکنالوجی کا استعمال اور ضابطے''

دعوت اور عمل دعوت میں اعتماد اپنی ذات اور وسائل پر نہیں بلکہ اللہ پر ہونا چاہئے، البتہ وسائل کا استعمال کرنا بھی اللہ کی نعمت اور توکل کا حصہ ہے اور اس لئے ان کا صحیح مناسب اور منصوبہ بند بامقصد استعمال ہونا چاہئے۔

(۳) ڈاکٹر شیخ سعید احمد عمری مدنی (امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث آندھرا پردیش)

''مسلم معاشرہ پر تحریکی فکر کے منفی اثرات''

فکری یلغار کا اثر ہمارے منہج پر مرتب ہوا اس کے نتیجہ میں ہمارے معاشرہ میں تکفیری فکر اور غیر منظم اور غیر شرعی جہادی فکر کا رواج بڑھتا جا رہا ہے۔ اس لئے علماء کرام کو اس کا تدارک منہج سلف کی طرف رجوع کی دعوت کے ذریعہ کرنا چاہئے۔

دوسری رپورٹ

از مولانا شعبان بیدار صفوی

دوسری نشست

شیخ مقصود الحسن فیضی حفظہ اللہ نے علمی نکات پیش کرنے سے کہیں زیادہ زور تزکیہ اور اصلاح نفس پر دیا جو اس پروگرام کی خاص ضرورت تھی مولانا نے اپنے خاص انداز میں فرمایا: ہمارے مدرسوں میں تعلیم ہے تربیت نہیں۔ کانفرنس میں اصلاح وتزکیہ نہیں۔

مولانا نے بتایا کہ: عمل کی راہ کو چار باتیں آسان کر دیتی ہیں:

(۱) آدمی کی توجہ اس امر پر ہے کہ فلاں عمل کا ثواب کتنا زیادہ ہے۔

(۲) ایک احساس یہ شدید تر ہونا چاہئے کہ اگر فلاں عمل چھوٹا تو نقصان کس قدر ہوگا۔

(۳) پھر نظر اس بات پر جمی رہے کہ یہ حکم کس کا ہے۔

(۴) اور یہ خیال بندھا رہے کہ حکم جس کا ہے وہ دیکھ بھی رہا ہے۔

شیخ ظفر الحسن مدنی رونق اسٹیج ہوئے:

آپ نے پیش آمدہ مسائل کے صحیح فہم اور تعبیر کے حوالے سے گفتگو فرمائی، مولانا کا یہ موضوع اپنے اُبعاد کے حوالے سے انتہائی وقیع تھا اور اس کے تحت جو گفتگو مقرر موصوف نے فرمائی وہ درج ذیل تھی:

(۱) **فتنہ خارجیت:** آپ نے کہا وقت کا عظیم فتنہ خارجی فتنہ ہے، اس فتنے کی خطرناکی اس درجہ بڑھی ہوئی ہے کہ جن لوگوں کے اندر خارجی مزاج جنم پاجاتا ہے وہ نبی مکرم ﷺ کو بھی تنقید سے بالاتر نہیں مانتے، اس لئے جماعت کے پلیٹ فارم سے اس فتنے کی پرزور تردید ضروری ہے۔

(۲) **دوسرا فتنہ اسپیکرس:** بلفظ دیگر برادرس کا ہے مولانا نے اس حوالے سے ان عصری تعلیم یافتہ دعاۃ ومقررین پر کڑی تنقید فرمائی جو علمی اصولوں سے نابلد ہوتے ہیں اسی کے ساتھ دینی جماعتوں کے کم علم اور بے علم مبلغین کو بھی آڑے ہاتھوں لیا، اس حوالے سے آپ نے ایک روایت بھی پیش کی جس میں اس بات کا تذکرہ ہے کہ ایک زمانہ آئے گا جب خطباء زیادہ اور فقہاء کم ہوجائیں گے اس زمانے میں علم عمل سے زیادہ ضروری ہوگا۔

(۳) **علماء سے بے تعلقی:** خطیب موصوف نے اس امر کو بھی شدید فتنہ قرار دیا کہ علماء سے عدم تعلق بہت ساری

گمراہیوں کا پیش خیمہ ہے، بعض اور فتنوں پر مولانا نے روشنی ڈالی اور اذان ظہر تک آپ کا خطاب جاری رہا۔

تیسری نشست

بعد صلوۃ عصر تا صلاۃ مغرب

تیسری نشست کا آغاز حافظ عبدالصمد صاحب ہرزق (مہسلہ) کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ سب سے پہلے نائب امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی مولانا محمد مقیم صاحب فیضی کو دعوت اسٹیج دی گئی آپ نے انتہائی مربوط انداز میں جمعیت کی جانب سے تجاویز وقراردادیں پیش کیں اور تمام شرکاء مجلس نے جوش وخروش سے انھیں منظور کیا آپ نے قرارداد وتجاویز کے ساتھ دنیا کے تمام بے کسوں، مظلومین اور بے قصور مقتولین کے لئے بھی دعا فرمائی بطور خاص حادثہ منی میں جاں بحق ہونے والوں کے لئے مغفرت کی دعا کی آپ نے اعلان فرمایا: کہ جماعت اہل حدیث ہندوستان کی فرقہ وارانہ آہنگی کی بگڑتی ہوئی صورت حال پر تشویش کا اظہار کرتی ہے اور مطالبہ کرتی ہے کہ حکومت ملک میں امن وسلامتی قائم کرنے کو اپنی ترجیحات میں شامل کرے۔

آپ نے کھلے لفظوں میں کہا کہ جماعت اہل حدیث داعش کے خرافات کی کھلی اور پرزور تردید کرتی ہے اور شام کے درندوں بشارالاسد، اور روس اور ایران کی جارحانہ کارروائیوں سے اپنی نفرت کا اظہار کرتی ہے اسی طرح حج حادثے پر سیاست کرنے والوں کو نصیحت کرتی ہے کہ اس واقعے کو غلط رخ دینے سے باز رہیں۔

شیخ کے بعد سعودی مہمان فضیلۃ الشیخ رمزان الہاجری کا خطاب ہوا شیخ ہاجری نے انتہائی رواں اور سلیس زبان میں خطاب فرمایا درمیان درمیان میں ترجمہ کا فصل نہ ہوتا تو تقریر بس سراپا لذت تھی ایمان وعقیدہ ومنہج سے بھرپور خطاب تھا آپ نے سلفی اور اہل حدیث تقریر کی ذمہ داریوں اور طرز خطابت کو وضاحت سے بیان فرمایا داعش اور بہار عرب کے فتنوں کے بارے میں آپ نے کہا ان فتنوں نے حق وباطل کو نمایاں کردیا اور یہ جاننا آسان ہوگیا کہ کس کے سینے میں کیا پل رہا ہے، آپ نے کہا آندھیاں آئیں ماحول ابتر ہوا لیکن اہل حدیث خطیب پہاڑ کی طرح اپنے منہج پر ڈٹا رہا۔

شیخ رمزان الہاجری کے بعد ''اہل الحدیث اور اہل الرائے فروق وامتیازات'' کے عنوان سے نوجوان محقق کفایت اللہ سنابلی کا خطاب ہوا اس موضوع سے آپ نے قریب ۸ رفروق کا ذکر کیا جو مختصراً درج ذیل ہے:

(۱) احترام نصوص کا فرق (۲) تحقیق نصوص کا فرق (۳) منہج استدلال کا فرق (۴) کیفیت اجتہاد کا فرق (۵) موقع اجتہاد کا فرق (۶) فتاوٰں کے نفاذ کا فرق (۷) فہم نصوص کا فرق (۸) دنیوی اور اخروی نتائج کے تسلیم میں فرق۔

ان تمام نکات ودلائل کی روشنی میں شیخ موصوف نے عمدہ خطاب فرمایا آخری خطاب ڈاکٹر عبیدالرحمن مدنی کا تھا آپ کا موضوع تھا ''ہندوستان میں دعوت اہل حدیث کی تاریخ علماء کی کاوشوں کی روشنی میں'' موضوع انتہائی تفصیل طلب اور تحقیقی تھا وقت بھی کم تھا موصوف نے دعوت کا معنی ومفہوم اور اس کی تعریف بیان فرمائی اور دعوت کی تاریخ پر سرسری اظہار خیال فرمایا تب تک نشست ختم ہونے کا وقت ہو چکا تھا۔

پروگرام کی تینوں نشستیں از حد کامیاب رہیں پوری یکسوئی کے ساتھ ائمہ، علماء، دعاۃ اور مدرسین نے مشائخ کی نصیحتیں سماعت فرمائیں احباب جماعت اور ذمہ داران پروگرام میں بنفس نفیس موجود رہے دوپہر میں تمام شرکاء کے لئے کھانے کا بھی نظم تھا یہاں بھی رضا کاروں نے انتہائی مستعدی سے اپنا فریضہ نبھایا تمام شرکاء کیلئے جمعیت کی طرف سے خوبصورت لیدر بیگ مع کتب مفیدہ اورآمدورفت کے خرچ کا انتظام کیا گیا تھا ساتھ ہی شہادۃ الحضور سے بھی تمام لوگوں کونوازا گیااور بعد نماز مغرب تمام لوگ شاداں وفرحاں رخصت ہوئے۔

ان تینوں نشستوں کی نظامت **شیخ عاطف سنابلی اور شیخ عبدالجلیل مکی** نے کی بعد نماز مغرب اجلاس عام کا اعلان کیا گیا۔ الحمدللہ یہ عوامی جلسہ بھی بحسن وخوبی شروع کردیا گیا۔

پروگرام میں علماء وائمہ کے علاوہ شہر کی معزز ہستیاں بھی شریک رہیں۔

عوامی اجتماع بمناسبت

دورۂ تدریبیہ

رپورٹ: ازعبیداللہ سلفی

تیسری نشست بعد نماز مغرب

زیر صدارت : مولانا عبدالسلام صاحب سلفی حفظہ اللہ

(امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی)

آغاز: تلاوت قرآن سے ہوا۔

پہلا خطاب **فضیلۃ الشیخ عبدالمعید مدنی حفظہ اللہ**، مہسلہ کا ہوا۔ موضوع: امت **سمعنا واطعنا** اور **سمعنا وعصینا** کے بیچ میں

موصوف نے اپنی گفتگو کا آغاز قرآن مجید کی سورۂ نور آیت نمبر ۵۱/ اور سورۂ انفال آیت نمبر ۳۰/ سے کیا۔ چند تمہیدی کلمات کے بعد موصوف نے اپنے موضوع کی وضاحت بڑے دل پذیر انداز میں کی اسرائیل (یہود) اوران پر کئے جانے والے آسمانی انعامات کامختصر ذکر قرآنی آیات کی روشنی میں کیااور یہ بھی واضح کیا کہ یہ امت جورب کی منظور نظر تھی جب اس نے رسولوں کی باتوں کوسنکر کئی طریقوں سے ماننے سے انکار کردیا تو اللہ تعالیٰ نے انھیں مغضوب علیہم قرار دیا۔

دوسرا خطاب:

فضیلۃ الشیخ عبدالحکیم عبدالمعبود مدنی رحفظہ اللہ ممبئی

موضوع :مسلمانوں میں اتحاد کی اہمیت وضرورت اورضابطے

دوران خطاب آپ نے موجودہ دور کے پُرفریب اتحادی اور انقلابی نعروں کا ذکر کیا کہ اسلام کوجس طرح کا اتحاد مطلوب ہے جب تک اس کی رعایت نہ کی جائے اس وقت تک اتحاد امت ایک خواب کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔

موصوف نے اتحاد کے لئے تین اصولوں کا ذکر کیااور کہا کہ اگر امت اپنے اندر اتحاد پیدا کرنا چاہتی ہےتواسے چاہئے کہ ان تین اصولوں کواپنائے:(۱) **وحدة الغاية**: یعنی مقصد ایک اور نیک ہو(۲) **وحدة العقيدة**: یعنی سب کا عقیدہ ایک ہوجس عقیدے کی دعوت تمام انبیاء کرام نے دی (۳) **وحدة المصدر**: یعنی دینی مسائل کا حل صرف کتاب اللہ اور حدیث رسول میں تلاش کیا جائے۔

تیسرا خطاب:

فضیلۃ الشیخ مقصود الحسن فیضی رحفظہ اللہ

موضوع : اعمال صالحہ کی طرف رغبت

شیخ موصوف نے اپنے خطاب کا آغاز سورۂ بقرہ آیت نمبر ۱۴۸ر کے ایک حصہ سے کیا جس میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! نیکیوں کی طرف جلدی کرو۔

آپ نے اس کی تشریح کرتے ہوئے نیک اعمال کی مختلف صورتوں کا ذکر کیا۔

چوتھا اور آخری خطاب :

فضیلۃ الشیخ ظفر الحسن مدنی رحفظہ اللہ

موضوع : جماعت اہل حدیث ہند کا ماضی، حال اور مستقبل

موصوف نے اہل حدیثوں کی ذمہ داریوں کے تعلق سے بتایا کہ اب دنیا میں ضرورت اس بات کی ہے کہ اس جماعت حقہ کا تعارف کرایا جائے اور دنیا والوں کو بتایا جائے کہ کھانے پینے سے زیادہ اہل حدیث کے وجود کی ضرورت ہے۔

سرزمین ہند میں مسلمانوں خاص کر اہل حدیثوں کا تذکرہ کرتے ہوئے ۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد پیدا ہونے والے واقعات وحادثات کا تذکرہ فرمایا اور یہ بتایا کہ اس سلسلے میں علماء صادق پور کو اہل حدیث ہونے کی وجہ سے قید وبند اور دار ورسن سے گذارا گیا۔

ماھانہ اجتماع:

جمعیت اہل حدیث ٹرسٹ بھیونڈی کے زیر اہتمام بتاریخ ۱۱رستمبر ۲۰۱۵ء بروز سنیچر جامع مسجد سوداگر محلہ، بھیونڈی میں ایک نہایت عظیم الشان ماہانہ اجتماع منعقد ہوا۔ جس کی صدارت امیر صوبائی جمعیت **شیخ عبدالسلام سلفی** اور نظامت **شیخ عبدالرشید سلفی** نے کی۔

تلاوت کلام کے بعد **شیخ شفیق الرحمٰن سلفی** نے ''عشرہ ذی الحجہ'' کی اہمیت وفضیلت کے عنوان پر قرآن وسنت کی روشنی میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں ہمیں فرائض وسنن کے ساتھ ساتھ نوافل کا بھی اہتمام کرنا چاہئے، شیخ عبدالحمید مدنی نے ''اسوہ ابراہیمی'' کو واضح کرتے ہوئے بیان کیا کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے گھر سے دعوت کے کام کا آغاز کیا لہٰذا ہمیں ابراہیم علیہ السلام کے اسوہ کو اپناتے ہوئے سب سے پہلے اپنے گھر سے دعوت کا آغاز کرنا چاہئے۔ شیخ عنایت اللہ مدنی نے ''عصر حاضر میں اسلوب دعوت ابراہیمی کی ضرورت'' جیسے اہم موضوع کو سامعین کے سامنے بڑے ہی نرالے اور انوکھے انداز میں پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام نے گھر والوں، قوم اور حکومت کے سامنے بڑے ہی پیار، محبت اور متانت کے ساتھ دعوت توحید پیش کی۔ شیخ محمد مقیم فیضی نے ''خطبہ حجۃ الوداع کے پیغامات'' کو خطیبانہ انداز میں پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ نبی ﷺ کا یہ خطبہ ہماری زندگی کے لئے ایک لائحہ عمل ہے۔ آپ ﷺ نے بیان فرمایا کہ ''ایک مسلمان کی عزت وآبرو، مال ودولت اور خون ایک دوسرے مسلمان کے لئے حرام ہے'' مزید حدیث کے حوالے سے آپ نے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ '' جولوگ یہاں حاضر ہیں وہ غائبین تک ہماری دعوت کو پہنچا دیں''۔

سامعین کی ایک بڑی تعداد نے علماء کرام کے پرمغز خطابات سے استفادہ کیا۔ آخر میں ناظم اجتماع نے ٹرسٹیان مسجد، سامعین اور مہمان علمائے کرام کا شکریہ ادا کرتے ہوئے دعائیہ کلمات پر اجتماع کے اختتام کا اعلان کیا۔

تجاویز وقراردادیں

از شرکائے دورۂ تدریبیہ

منعقدہ : زیراہتمام : صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی

بتاریخ : ۱۱/اکتوبر ۲۰۱۵ء مطابق ۲۶/ذی الحجہ ۱۴۳۶ھ بمقام : جامع مسجد اہل حدیث کاپڑیا نگر، کرلا

زیر صدارت: مولانا عبدالسلام سلفی (امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی)

مرتبہ محمد مقیم فیضی (نگراں شعبہ دعوت وتنظیم ونائب امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی)

الحمدلله رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلاة والسلام على نبينا محمد وعلى آله وصحبه اجمعين امابعد

دورۂ تدریبیہ میں ممبئی ومضافات اور کوکن کی سواسو سے زائد مساجد کے تقریباً ۱۷۰ ائمہ ودعاۃ کی مکمل تائید وتوثیق کے ساتھ منظورشدہ حسب ذیل تجاویز وقراردادیں عوامی استفادے کے لئے پیش کی جارہی ہیں :

☆ ظالم بشارالاسد کے ہوس اقتدار اور ملک پر جابرانہ تسلط برقرار رکھنے کی اندھی خواہش کے تحت بے قصور اور معصوم عورتوں، بچوں اور ہزاروں مظلوم انسانوں کی ہلاکت اور لاکھوں کی دربدری ایک سنگین المیہ ہے، اور ایران وروس اور لبنانی حزب کی طرف سے اس خونخوار ڈکٹیٹر کی حمایت بدترین قسم کی مفاد پرستی اور انسانی اقدار کی پامالی ہے۔

☆ ملک شام میں روس کی فوجی مداخلت خطے کے لئے تباہ کن اقدام، ناقابل برداشت پیش قدمی اور قابل مذمت حرکت ہے جس سے علاقے میں بدامنی اور فسادات کا سلسلہ دراز ہوجانے کا خدشہ ہے۔

☆ نہتے اور بے قصور فلسطینیوں پر اسرائیل کی بڑھتی ہوئی جارحیت وبربریت اور نت نئے مظالم کا سلسلہ قدم بہ قدم اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ یہ ایک نااہل اور خونی ریاست ہے جسے انسانی اخلاقیات کا ذرا بھی پاس ولحاظ نہیں ہے اور جو ممالک اس کی اندھی حمایت کرتے ہیں وہ ظلم وجبر اور دہشت گردی کو بڑھاوا دینے والی سیاست پر یقین رکھتے ہیں۔

☆ حجاج کرام اور زائرین حرمین کی بے مثال خدمات اور بڑھتی ہوئی اور نت نئی ضرورتوں کے پیش نظر جدید ترین وسائل اور تکنیک کے ذریعہ حرمین شریفین کی آراستگی، افرادی اور مادی قوتوں اور وسائل کے ذریعہ اللہ کے مہمانوں کی سہولت میں آئے دن اضافے اور خدمت خلق سے دلی وابستگی میں سعودی حکومت کی تاریخ کا صفحہ صفحہ روشن وتابناک ہے، اور اس بات میں سابقہ حکومتوں میں سے کوئی بھی حکومت اس سے آگے بڑھ جانے کا دعویٰ نہیں کرسکتی ہے، بیشک یہ سعادت وتوفیق انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملی ہے اور وہ تمام انتظامی امور میں ہر طرح بہتر سے بہتر ثابت ہوئے ہیں۔

☆ سانحہ منی ایک المناک سانحہ ہے جو بظاہر تعلیمات وہدایات کو نظر انداز کردینے اور بعض غیر تربیت یافتہ لوگوں کی جلد بازی کے نتیجے میں رونما ہوا اور بہت ساری انسانی جانوں کے ضیاع کا سبب بنا اور بہت سے حجاج کرام زخمی بھی ہوئے مگر اس کے لئے حکومت اور انتظامیہ کو مورد الزام ٹھہرانا ناانصافی اور ظلم ہے اور اتنے بھاری مجمع میں ہزار احتیاط اور تدبیروں کے باوجود اس طرح کے اکادکا واقعات کا رونما ہوجانا انتہائی افسوسناک ہونے کے باوجود کچھ بعید نہیں ہے۔ نیز ابھی حکومت کی جانب سے تحقیقات کا سلسلہ جاری ہے اور اس کا نتیجہ ظاہر ہونے سے پہلے کوئی حکم لگانا جلد بازی ہے۔

☆ حرم شریف میں واقع ہونے والا کرین حادثہ بھی ایک غیر متوقع حادثہ ہے جو طوفان بادوریگ کی وجہ سے رونما ہوا، تاہم اس میں بشری کمزوریوں کے پہلو کو نظر انداز نہ کرتے ہوئے سعودی عرب نے انصاف اور انسانیت کے تمام تقاضوں کو پورا کیا اور مرنے والوں کا پورا پورا خونبہا ادا کیا اور زخمیوں کے علاج کے ساتھ ہی اسلامی تعلیمات کی روشنی میں انھیں انتہائی سخاوت کے ساتھ نقد رقم بھی ادا کرنے کا اعلان کیا، اور اس کمپنی کے تمام ٹھیکے منسوخ کردیئے جس کے زیر انتظام تعمیری کام چل رہے تھے اور متعلقہ ذمہ داروں کے ملک سے باہر جانے پر پابندی لگادی گئی اور ان کے متعلق وہاں کا قانون اپنا پورا کام کرے گا۔ اس مسئلے میں سعودی عرب کے منصفانہ اقدامات نہ صرف قابل تحسین ہیں بلکہ دنیا کی تمام حکومتوں کے لئے اسلام کی انسانیت نوازی اور انسانی جانوں کے احترام کا ایک مثالی نمونہ ہیں۔

☆ ملک یمن کے امن وامان کو تہہ وبالا اور غیر انسانی واخلاقی اقدامات کرنے والے حوثیوں کی حوصلہ افزائی اور تمام وسائل سے ان کی مدد ایران کے ہوس ملک گیری اور توسع پسندانہ عزائم کی غماز اور خطے کے امن وامان کو پامال کرنے میں اس کی کھلی دلچسپی کا مظہر ہے اور سعودی عرب کی قیادت میں خلیجی ممالک کے تعاون سے یمن کے مظلوم عوام کی فوجی وغیر فوجی امداد ایک مستحسن وجرأت مندانہ اور دانشمندانہ فیصلہ ہے جس کے لئے سعودی حکومت مبارکبادکی مستحق ہے۔

☆ مسلمانوں میں سے جو لوگ محض کتاب وسنت کی پیروی اور اسلامی احکام کے نفاذ کی وجہ سے سعودی عرب سے پرخاش اور دلی بغض رکھتے ہیں وہ سانحہ منی کو بہانہ بنا کر سعودی عرب کے خلاف اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کے لئے جو غیر متوازن وغیر منصفانہ بیانات جاری کررہے ہیں وہ موجودہ حالات میں سراسر دانشمندی کے خلاف اور غیرسنی عناصر کے جارحانہ اقدامات کو تقویت پہنچانے والے ہیں۔

☆ سال بہ سال ایرانی حجاج کی طرف سے احتجاج یا پرتشدد مظاہروں کے ذریعہ حج کے تقدس کو پامال کرنا کافی تشویشناک اور عالم اسلام کے لئے پریشانی کا باعث ہے، جس میں بسا اوقات بہت سی جانوں کا بھی ضیاع ہوا ہے۔ اس کے متعلق کسی سنجیدہ لائحہ عمل کی سخت ضرورت ہے۔

☆ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے نائب امیر اور جامعہ احمد سلفیہ دربھنگہ کے اہم ذمہ دار ڈاکٹر عبدالحلیم صاحب، شیخ الحدیث مولانا امان اللہ صاحب فیضی، امارت اہل حدیث صادقپور پٹنہ بہار کے امیر مولانا عبدالسمیع صاحب جعفری اور دیگر اہل علم واعیان جماعت کی وفات ملت کے لئے عظیم خسارہ ہے، اللہ تعالیٰ ملت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے، ان بزرگوں کی

مغفرت فرمائے، ان کے درجات کو جنت کے اعلیٰ مقامات پر بلند فرمائے، ان کے پس ماندگان کو صبر جمیل سے نوازے، انھیں اپنے بزرگوں کے کارناموں کو آگے بڑھانے اور انھیں مزید روشن کرنے کی توفیق دے۔

☆ ائمہ ودعاۃ کے لئے دورۂ تدریبیہ اور ورکشاپ وغیرہ کے پروگرام کافی مفید ثابت ہوئے ہیں اس لئے انھیں مزید وسعت دینے کی ضرورت ہے۔

☆ ملک میں بڑھتی ہوئی فرقہ پرستی اور اس کے سیکولر دھانچے کو ایک خاص فرقے کے رنگ میں رنگنے کی کوشش، بھگوا دہشت گردی اور اقلیتوں کو ہراساں کرنے کی نت نئی کاوشوں پر حکومت کی خاموش تائید بلکہ حکمراں پارٹی کے ممبران کی جانب سے فرقہ وارانہ ماحول کو بگاڑنے کی مسلسل کوشش انتہائی تشویشناک اور ملک کی یکجہتی، سالمیت اور ترقی کے لئے ایک بڑھتا ہوا خطرہ ہے۔

☆ مظفرنگر، دادری اور اسی جیسے واقعات کی بڑھتی ہوئی تعداد اور فرقہ وارانہ ماحول کو بگاڑنے کی کھلی چھوٹ حکومتوں کی نا اہلی کی دلیل ہے۔ اور سیکولر اقدار کا ڈھنڈھورا پیٹنے والی یوپی کی سماج وادی حکومت کا فرقہ پرستوں کے تئیں عجیب وغریب رویہ انتہائی افسوسناک اور اس کے اخلاص کے دعوؤں پر سوالیہ نشان قائم کرنے والا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ سانحہ منی میں مارے جانے والے مومنوں کی مغفرت فرمائے، ان کے درجات کو بلند کرے اور زخمیوں کو جلد از جلد شفایاب فرمائے، اور ان کے متعلقین کو صبر واجر سے نوازے۔

☆ ملک میں بڑھتی ہوئی بدنظمی وبدامنی، اور فرقہ پرستوں کی جارحیت کے خلاف جن اہل قلم اور باکمالوں نے اپنے ایوارڈ واپس کر دیئے ہیں وہ قابل مبارکباد ہیں اور ان کا یہ اقدام جذبہ انصاف کی پاسداری کی روشن علامت، حددرجہ قابل تحسین اور مرکزی حکومت کے لئے لمحۂ فکریہ ہے۔

☆ مسلم معاشرے میں بڑھتا ہوا اعتقادی واخلاقی بگاڑ اور نوجوانوں کے اندر دین بیزاری حد درجہ باعث تشویش ہے۔ لہٰذا ائمہ ودعاۃ کو اپنی ذمہ داریوں کا فوری احساس کرتے ہوئے ملت کی صحیح رہبری کے لئے آگے آنے کی اور امر بالمعروف ونھی عن المنکر کی اجتماعی کاوشوں کی شدید ضرورت ہے۔

☆ مسلم معاشرے میں گھریلو نظام میں خلل اور بے صبری کے روز بروز بڑھتے ہوئے مظاہرے گہری فکرمندی کا باعث ہیں، اور نوجوانوں کی ذہن سازی اور اصلاح کے لئے ائمہ مساجد ودعاۃ کی کاوشیں کافی اہم ہیں اسلئے انہیں اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لئے آگے آنا چاہیئے۔

☆ دینی مسائل اور اہم امور دین میں مرجع وہ کبار علماء ہیں جن کا علم وتقوی اہل علم کے نزدیک مسلم ہو اور اہم ترین دینی مسائل میں صغار اہل علم اور عام لوگوں کو رائے زنی سے گریز لازم ہے ورنہ معاشرے کو فتنوں کی آماجگاہ بننے سے کوئی چیز نہیں روک سکتی ہے۔

☆ ۲۰۰۳ء کی دین رحمت کانفرنس نے افراد جماعت کو جوڑنے اور جماعتی سرگرمیوں میں نئی زندگی پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا تھا اس لئے اب جلد ہی دوسری دین رحمت کانفرنس کا انعقاد کیا جائے۔

☆ اللہ تعالی فلسطین، شام، عراق اور دنیا کے تمام مظلوم

مسلمانوں کی مدد فرمائے اور جلد ہی ان کی مصیبتوں اور پریشانیوں کا خاتمہ فرمائے اوران کے ظالموں کی سخت پکڑ فرمائے اورانہیں کیفرکردارتک پہنچائے۔

☆ اللہ تعالی ہمارے ملک کے حکمرانوں کو عدل وانصاف کے ساتھ حکمرانی کی توفیق عطا فرمائے اور ملک کے امن وامان کو بحال رکھے اور ظالمانہ طور پر امن و امان کی صورتحال کو بگاڑنے والوں کو اللہ تعالی جلد از جلد اپنی گرفت میں لے۔

عظمت حرمین شریفین وحج تربیتی کانفرنس کا مقصد حرمت حرمین اورحرمت انسانیت کے تقاضوں سے متعلق بیداری پیدا کرنا ہے

(پریس ریلیز) امیر جمعیت مولانا عبدالسلام سلفی اورمجلس استقبالیہ کے ذمہ داران مولانا محمد مقیم فیضی اور مولانا عبدالجلیل مکی نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ ملت اسلامیہ کے دلوں میں حرمین شریفین کی بے پایاں عظمت اور دلی احترام مشہورِ زمانہ ہے، ساری دنیا کے مسلمان حسب استطاعت وتوفیق حج بیت اللہ شریف اور مسجد نبوی کی زیارت کے لئے کشاں کشاں مکہ ومدینہ کی طرف کھینچے چلے آرہے ہیں، اس موقع پر امت کی اجتماعی اسپرٹ اوراسلام کے نظام جماعت بندی واجتماعات کا بھی بھرپور مظاہرہ ہوتا ہے مگر اس بات کی ضرورت ہمیشہ محسوس کی جاتی ہے کہ بہت سے حجاج کو تربیت کی بیحد ضرورت ہے اور انہیں عبادات اور مناسک حج کی ادائیگی کی صحیح تعلیم کے علاوہ حرمت حرمین اورحرمت انسانیت کے تقاضوں کو بھی سمجھانے کی بڑی حاجت ہے،سعودی عرب کے بیمثال حسن انتظام اور خدمت حجاج کی عظیم ترین کاوشوں کے باوجود بعض لوگوں کی نظام وضبط اوراصولوں سے بے نیازی بسا اوقات پیچیدہ قسم کی مشکلات پیدا کردیتی ہے جس کی وجہ سے پریشانی عام ہوجاتی ہے اسی کے پیش نظر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی نے اپنے حصے کے کام کے طور پر ''عظمت حرمین شریفین وحج تربیتی کانفرنس'' کے انعقاد کا فیصلہ کیا ہے جو حج ہاؤس سی ایس ٹی روڈ میں ۳۰/اگست بروز اتوار ۴/بجے شام تا دس بجے شب منعقد ہورہی ہے جس میں ملک کے نامور علماء وخطباء کے بیانات ہوں گے اوران شاء اللہ عوام سے بڑی تعداد میں شریک ہونے اور علماء کرام کے بیانات سے مستفید ہونے کی توقع کی جارہی ہے۔

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کا ماہانہ اجتماع

۶/ستمبر ۲۰۱۵ء بروز اتوار بعد نماز عصر تا ۱۰/بجے شب مدرسہ تعلیم القرآن وکلیہ ام سلمہ الاثریہ للبنات میں منعقد کیا گیا

صدارت: فضیلۃ الشیخ سعید احمد بستوی صاحب/حفظہ اللہ

نظامت: فضیلۃ الشیخ عبدالمعبود سلفی صاحب/حفظہ اللہ

شیخ علیم اللہ سلفی امام وخطیب مسجد اہل حدیث اشوک نگر کرلا کی تلاوت قرآن سے اجتماع کا آغاز ہوا۔

بعد ازاں جناب محمد اسلم صاحب نے نعت نبی مکرم ﷺ پیش فرمایا۔

پہلی تقریر: بعد نماز عصر، فضیلۃ الشیخ عبدالحکیم

مدنی رحفظہ اللہ نے عربی تعلیم کے ساتھ ہمارا سوتیلا سلوک عنوان سے خطاب کیا آپ نے فرمایا آج ہماری صفوں میں پژ مردگی ہے اور ہم عربی زبان کے تعلق سے احساس کمتری کے شکار ہیں، آدم علیہ السلام کی زبان عربی تھی اللہ نے اسماء کے نام آدم کو عربی میں سکھائے عربی قدیم ترین زبان ہے نہ اس کا بچپنا ہے نہ بڑھاپا زبان ہمیشہ جوان رہتی ہے۔

عربی علوم کے اساتذہ کی تنخواہ انتہائی کم اور معیار سے گری ہوئی ہے، برعکس اس کے انگلش اداروں میں تنخواہوں کا معیار اچھا ہے، یہ عربی زبان کے ساتھ ہمارا سوتیلا سلوک قابل افسوس ہے، ترجیح اس زبان کو ہر اعتبار سے حاصل ہے، مگر افسوس آج مسلم امت اس سے اپنی بیزاری کا اظہار کرتی ہے۔

دوسری تقریر: فضیلۃ الشیخ عاطف سنابلی رحفظہ اللہ نے ''نوجوانوں کے بگاڑ کے اسباب وعلاج'' کے موضوع پر خطاب کیا ''**اغتنم خمساً قبل خمس شبابک قبل هرمک**'' اپنی جوانی کو اپنے بڑھاپے سے پہلے غنیمت جانو، ایک مرحلہ طفولیت کا ہے ایک جوانی کا اور ایک بڑھاپے کا ہے، کم وبیش ہر انسان ان ادوار سے گذرتا ہے، بڑھاپا اور بچپن تو کمزوری کا مرحلہ ہے:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے توحید کے لئے اپنا سب کچھ قربان کردیا اور بتوں کو پاش پاش کردیا وہ جوان تھے۔

حضرت یوسف علیہ السلام، کو عزیز مصر کی بیوی نے برائی پر آمادہ کرنا چاہا مگر انھوں نے اللہ کی پناہ چاہی، جیل خانے کو پسند کیا اور عزیز مصر کی بیوی کی بات ٹھکرادی۔

ہمارے نوجوانوں کو ان واقعات سے عبرت حاصل کرنا چاہئے اور صالحیت کے ساتھ اپنی جوانی کے ایام گذارنے چاہیے۔

تیسری تقریر: فضیلۃ الشیخ عنایت اللہ مدنی رحفظہ اللہ نے ''کیا اسلام عہد حاضر کی ترجمانی کرسکتا ہے'' کے عنوان پر خطاب کیا آپ نے فرمایا: ۱۴ر صدیاں گزر چکی ہیں صحابہ، تابعین، تبع تابعین ماضی کے ادوار میں اسلام نے ان کی رہنمائی کی ہے اور آج بھی کرسکتا ہے۔

چوتھی تقریر: فضیلۃ الشیخ خالد جمیل مکی رحفظہ اللہ نے اصلاح معاشرہ کے تعلق سے سماج میں پھیلی برائیوں کا تجزیہ و محاکمہ کیا نیز آپ نے ایک ایک مسئلے کے وضاحت فرمائی۔

عوام الناس کی دین سے عدم دلچسپی سماج ومعاشرے کے تعلق سے آپ نے انتہائی پرمغز خطاب فرمایا۔

صدارتی خطاب: بعد ازاں مولانا سعید احمد بستوی رحفظہ اللہ نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ عربی زبان وادب کے مٹنے سے تہذیب وثقافت مٹ جاتی ہے، ایک بار علامہ اقبال اسپین گئے تو انھوں نے کہا کہ یہ غریب ونادار طلباء جو عربی زبان سیکھتے ہیں ان کو اسی طرح ان مدرسوں میں رہنے دیا جائے میں نے اسپین میں جو کچھ دیکھا اس سے یہی سمجھ میں آیا کہ اگر یہ لوگ نہ ہوتے تو زبان وادب مٹ گیا ہوتا۔

آپ نے نوجوانوں کے تعلق سے بھی گفتگو فرمائی، حضرت مصعب بن عمیر معاذ ومعوذ نیز دیگر نوجوان صحابہ کی سیرت سے ہمارے نوجوان عبرت حاصل کریں۔

آپ کے دعائیہ کلمات سے اجتماع کا اختتام ہوا۔

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کی دوروزہ پیام انسانیت کانفرنس

توحید، اتباع کتاب وسنت، بھلائیوں کے فروغ، برائیوں کے خاتمے اور رواداری ومحبت کے پیغامات کے ساتھ مکمل ہوئی

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی اور مسجد بائیکلہ اہل حدیث جماعت مومن پورہ کے زیر اہتمام مؤرخہ ۹ رجنوری ۲۰۱۶ء بروز سنیچر ۵ ربجے شام جھولا میدان بائیکلہ میں زیر صدارت مولانا عبدالسلام سلفی (امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی) پیام انسانیت کانفرنس کا سامعین کی بھاری تعداد اور ملک کے مشاہیر اہل علم اور نامور خطباء کرام کے درمیان شاندار افتتاح ہوا۔

کاروائی کا آغاز حافظ غلام ربانی کی تلاوت کلام پاک سے ہوا اور مولانا ظہیر الدین سنابلی نے اپنی نظامت میں جمعیت وجماعت کی ہمہ جہت دعوتی، سماجی، ملی اور ملکی خدمات کے تاریخی کارناموں پر روشنی ڈالتے ہوئے کانفرنس کے سلسلے کو آگے بڑھایا۔ مولانا عبدالغفار سلفی نے معاشرے میں نشے کی بڑھتی ہوئی لعنت اور اس کے سنگین اثرات پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ اس خبیث عادت نے نہ جانے کتنی معصوم جوانیاں تباہ کردیں، نہ جانے کتنے گھرانے اس کے پیچھے برباد ہوگئے، اور اس کے بطن سے نت نئے المیوں نے جنم لیا، اسی لئے اسلام نے قلیل وکثیر کی تفریق کے بغیر ہر طرح کی نشہ آور اشیاء کو کلی طور پر حرام قرار دے دیا ہے، اور اس پر قدغن لگانے کی ذمہ داری فرد، سماج اور حکومتوں میں سے ہر ایک پر عائد کردی ہے۔ اور اسے استعمال کرنے اور اسے فروغ دینے والے مجرموں اور ان کے معاونین کو لعنت کا مستحق گردانتے ہوئے ان کے لئے سخت سزائیں تجویز کی ہیں۔ ایک مسلم کے لئے تو اسلام میں نشہ آور چیز کے استعمال کی کوئی گنجائش نہیں ہے اس لئے معاشرے کو اس لعنت سے نجات دلانے میں مسلمانوں کو اپنا کردار بھرپور ادا کرنا چاہئے، اور اس کے لئے ہمہ وقتی مہم چلانی چاہئے۔ نشست کے صدر مولانا عبدالسلام سلفی نے کانفرنس کے مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ جماعت اہل حدیث ممبئی کی تاریخ میں جھولا میدان کے اجلاس اور سالانہ کانفرنسوں کی ایک شاندار روایت رہی ہے جن کے ذریعہ اسلام کے پیام امن وانسانیت اور دعوت توحید واتباع کتاب وسنت اور مسلکی تعصّبات سے بلند ہوکر تسلیم وتائید حق کی آواز یہاں سے سال بہ سال بلند ہوتی رہی ہے اور اس کے اثرات دورس ثابت ہوئے ہیں۔ اور ملک وملت کی بے لوث خدمت، بھائی چارہ اور رواداری ومحبت کے پیغامات اس اسٹیج سے عام ہوتے رہے ہیں، الحمدللہ آج تک یہ سلسلہ قائم ہے اور ان شاء اللہ مستقبل میں بھی برقرار رہے گا۔

دوسری نشست کی صدارت مولانا رضاء اللہ عبدالکریم مدنی نے کی اور تلاوت قاری ہدایت اللہ اشاعتی نے فرمائی۔ مولانا عبدالعظیم مدنی نے فرمایا کہ اسلام میں خواتین کے حقوق اور ان کی ذمہ داریاں ان کی فطرت سے پوری طرح ہم آہنگ ہیں، دنیا کی برگشتہ اور دین بیزار تہذیبوں کے برعکس یہاں کسی افراط وتفریط کے بغیر اسے اس کا صحیح مقام عطا کیا گیا ہے، آج سماج ومعاشرے

میں بڑھتی ہوئی بے حیائی اور انارکی اور دین بیزاری کی روش میں اسلامی خواتین کا کردار بہت اہم ہے بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ سب سے اہم ہے تو بیجا نہ ہوگا کیونکہ ماں کی گود انسان کا پہلا مدرسہ ہے اس لئے معاشرے کو اچھے انسان اور سچے مسلمان یہیں سے دستیاب ہوسکتے ہیں اور مسلم ماؤں کو شیطانی پروپیگنڈوں اور جھوٹی ومصنوعی چمک دمک سے بے نیاز ہوکر اپنا کام کرتے رہنا چاہئے۔ بزرگ عالم دین مولانا شمیم احمد خلیل سلفی نے سود کی تباہ کاریوں پر روشنی ڈالتے ہوئے اسے خودغرضی، مفاد پرستی اور انسان دشمنی کا آئینہ دار قرار دیا، اور فرمایا کہ اسلام کے اقتصادی نظام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اور سود پر مبنی کاروبار پر چونکہ اللہ کی لعنت برستی ہے اس لئے ہو ہر طرح کے خیر وبرکت سے عاری ہوتا ہے اور اس کا نتیجہ کبھی اچھا نہیں ہوتا۔ مولانا عبدالقیوم بستوی صاحب نے فرمایا کہ دنیا کا خالق اور اس کی تمام ضرورتوں کا پورا کرنے والا تنہا اللہ تعالیٰ ہی ہے اس لئے بندوں کی عبادت کا مستحق بھی تنہا وہی ہے، اس لئے تمام انبیاء کی دعوت توحید سے ہی شروع ہوتی رہی ہے اور شرک دنیا کی بہت بڑی ناانصافی اور ظلم ہے اور اللہ تعالیٰ اس معاشرے کو امن، خوش حالی اور برکتوں سے محروم کردیتا ہے جو توحید کے تقاضوں کو پامال کرنے لگتا ہے۔ مولانا ظفر الحسن صاحب مدنی نے عالمی منظرنامے پر بکھرے خوں ریز مناظر دردوالم اور انسانی المیوں کی نت نئی داستانوں کے تناظر میں دین رحمت کے اعلیٰ اقدار پر مبنی اصولوں پر روشنی ڈالی جو عدم وانصاف اور انسانیت دوستی پر قائم ہے، جہاں دوست ودشمن کی تمیز کے بغیر ہر ایک کے ساتھ انصاف کا حکم دیا گیا ہے اور امن عالم کی مضبوط بنیادیں قائم کی گئی ہیں، اور اسلام ہر طرح کی ظلم وزیادتی اور دہشت گردی کو حرام قرار دیتا ہے، مگر آج افسوس کی بات یہ ہے کہ دوسروں کے ظلم وجبر کو مسلمانوں کے سرتھوپ دینے کا چلن عام ہوگیا ہے اور اس کے ردعمل میں کبھی کبھی نامناسب صورت حال کا بھی سامنا ہوتا ہے مگر اسلام میں معصوم جانوں کی بے حرمتی اور پامالی کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور اگر کوئی اسلام کے نام پر کہیں بھی کسی طرح کی دہشت گردی کرتا ہے تو اسلام اس سے بری ہے اور عالم اسلام کا کوئی بھی معتبر عالم اس کی اجازت نہیں دے سکتا ہے۔

کانفرنس میں صدر مجلس استقبالیہ مولانا محمد مقیم فیضی، ڈاکٹر عبدالقیوم مدنی بستوی، مولانا محمد امین ریاضی، مولانا الطاف حسین فیضی، ڈاکٹر عبیدالرحمن مدنی اور دیگر بہت سے علماء کرام موجود تھے۔ آخر میں کنوینر کانفرنس مولانا عبدالجلیل انصاری نے اظہار تشکر فرماتے ہوئے اتوار ۱۰ ؍جنوری کو اسلام ورواداری سمپوزیم میں جو کہ محفل ہال مدن پورہ میں منعقد ہورہا ہے شرکت کی اپیل کی نیز کل شام کی نشستوں میں بھی شرکت کی اپیل کے ساتھ آج کی نشستوں کے اختتام کا اعلان فرمایا۔

۱۰ ؍جنوری ۲۰۱۶ء صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی ومسجد اہل حدیث بائیکلہ اہل حدیث جماعت مومن پورہ کے زیر اہتمام جھولا میدان بائیکلہ میں منعقد دوروزہ **پیام انسانیت کانفرنس** اہم ترین پیغامات پر بخیر وخوبی اختتام کو پہنچی، فرزندان توحید نے ہزاروں کی تعداد میں بعد نماز عصر ہی جھولا میدان کو کھچا کھچ بھردیا تھا اور تا اختتام کانفرنس مجمع پوری دلچسپی اور انتہائی روح پرور ماحول میں علمائے کرام کے خطابات سے مستفید ہوتا رہا کانفرنس کی صدارت امیر جمعیت مولانا عبدالسلام سلفی نے اور نظامت مولانا عبدالجلیل انصاری مکی اور مولانا عبدالحکیم مدنی نے فرمائی اور خطبۂ استقبالیہ نائب امیر جمعیت مولانا محمد مقیم فیضی نے پیش کیا۔

فاضل مقرر ابوزید ضمیر نے اسلامی معاشرے میں علماء کی اہمیت اور کردار کو اجاگر کرتے ہوئے علماء اور عوام کے رابطے کو مضبوط بنانے پر زور دیا بالخصوص نوجوانوں کو گمراہی اور عاجلانہ وجذباتی اقدامات سے بچانے کے لئے اہل علم سے جڑنے کو وقت کا اہم ترین فریضہ قرار دیا۔ مولانا یاسر الجابری مدنی نے معاشرے میں نوجوانوں کی اہمیت اور ان کی صحیح تربیت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ آج بہت سی اسلام مخالف قوتیں پوری دنیا میں مسلم نوجوانوں کو ورغلا کران سے کچھ جذباتی اقدامات کرانا چاہتی ہیں تا کہ مسلم معاشرے میں انتشار برپا ہو اور اس فساد اور جنگی ماحول میں ان کے مفادات پورے ہوں اس لئے مسلم نوجوانوں کو بہت زیادہ چوکنا اور ہشیار رہنے کی ضرورت ہے، ڈاکٹر عبدالقیوم مدنی بستوی نے توحید کے ثمرات وبرکات پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے اور اسی کی تکمیل سے معاشرے میں امن وامان اور خوشحالی کا دور دورہ ہوتا ہے مسلمانوں کی کمزوری اور زوال کا سب سے بڑا سبب توحید سے دوری اور اس کے تقاضوں کی تکمیل میں کوتاہی ہے، مولانا ارشد فہیم الدین مدنی نے فرمایا کہ سلفی دعوت بعینہ اسلام کی دعوت ہے اس لئے اس میں رواداری اور تحمل کا سب سے زیادہ پایا جانا بالکل فطری ہے، سلفی منہج میں تشدد، انتہا پسندی اور دہشت گردی کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور داعش جیسی تنظیموں کو سلفیت کی طرف منسوب کرنا حددرجہ ظلم وناانصافی اور سلفیت سے عدم واقفیت کا نتیجہ ہے، سلفیت میں عدل وانصاف اور امن وانسانیت کی بنیادیں اتنی مستحکم ہیں کہ اس کے متعلق کوئی اور تصور محال ہے۔ مولانا رضاء اللہ عبدالکریم مدنی نے دلائل کی روشنی میں بدعتوں کی قباحت کو اجاگر کرتے ہوئے فرمایا کہ بدعتیں کسی بھی دین کے لئے زہر ہلاہل ہوتی ہیں اور اس کی اصل تعلیمات پر پردہ ڈال دیتی ہیں اس لئے امت کمزور ہوجاتی ہے۔ مولانا ظفر الحسن مدنی نے معاشرے میں اتحاد کی بنیادوں پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ اس کے لئے قبول حق اور ہر طرح کے تعصب اور ظلم سے بالاتر ہونا لازم ہے، آجکل کچھ بزرگان دین سنت اور حدیث میں فرق کا شوشہ چھوڑ رہے ہیں جبکہ خیر القرون کے ائمہ وفقہاء کے یہاں اس تفریق کا کوئی تصور بھی نہیں تھا۔ آج سب سے زیادہ ضرورت سنجیدگی اور باہمی انصاف کی ہے۔

مولانا عبدالسلام سلفی اور ذمہ داران صوبائی جمعیت نے کانفرنس کی عظیم الشان کامیابی پر جماعت اہل حدیث مومن پورہ کے ذمہ داروں، ٹرسٹیان مسجد اہل حدیث اور محلے کے نوجوانوں کو خصوصی مبارکباد پیش کی جنھوں نے کانفرنس کی کامیابی کے لئے دن رات ایک کردیا تھا اور تمام احباب جماعت کا شکریہ ادا کیا۔ کانفرنس میں ڈاکٹر سعید احمد فیضی، مولانا انور یوسفی، مولانا عبیداللہ سلفی، مولانا عنایت اللہ مدنی، مولانا الیاس سلفی، مولانا عبدالستار سراجی، مولانا جلال الدین فیضی، مولانا کفایت اللہ سنابلی، مولانا عاطف سنابلی، مولانا کمال الدین ندوی اور ائمہ مساجد واساتذۂ مدارس وجامعات اور جمعیت کی ذیلی شاخوں کے امراء ونظماء کی بھاری تعداد موجود تھی۔ آخر میں کنوینر کانفرنس مولانا عبدالجلیل مکی نے اظہار تشکر فرمایا اور دس بجے رات پیام انسانیت کانفرنس اپنے اختتام کو پہونچی۔

اسلام رواداری، حسن اخلاق اوراعلیٰ ترین انسانی قدروں کا علمبردار

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کا سمپوزیم بعنوان

اسلام اور رواداری اہم ترین پیغامات پر اختتام پذیر

مؤرخہ ۱۰؍جنوری ۲۰۱۶ء بروز اتوار بمقام محفل ہال زیر اہتمام صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی و مسجد بائیکلہ اہل حدیث جماعت مومن پورہ اسلام اور رواداری کے عنوان سے منعقد سمپوزیم گرانقدر خطابات اور پیغامات پر اختتام پذیر ہوا۔ پروگرام کی صدارت مولانا عبدالسلام سلفی نے اور نظامت مولانا محمد مقیم فیضی نے کی، سمپوزیم میں مختلف علمی تنظیموں کے نمائندہ علماء کرام کے علاوہ متعدد سماجی، تعلیمی، اور سیاسی شخصیات نے شرکت کی، شرکاء میں بھانو پرتاپ صاحب برگے (اسٹنٹ پولس کمشنر اے ٹی ایس پونہ)، ڈاکٹر عبدالقیوم صاحب مدنی، مولانا ظفر الحسن صاحب مدنی، مولانا شمیم احمد خلیل صاحب مدنی، مولانا ابوظفر حسان ندوی، مولانا رضاء اللہ عبدالکریم مدنی، مولانا محمود دریا آبادی، برادر ابوزید ضمیر، عبدالقیوم لکڑاوالا، سلیم کوڈیا، مولانا ارشد فہیم الدین مدنی، مولانا عبدالغفار سلفی، جناب ہارون صاحب موزہ والا، ڈاکٹر محمد علی صاحب پاٹنکر، جناب فاروق انصاری صاحب، جناب سرفراز آرزو صاحب، جناب راشد خان صاحب، مولانا فضل الرحمن محمدی صاحب، مولانا عنایت اللہ سنابلی مدنی، مولانا جلال الدین فیضی وغیرہ قابل ذکر ہیں، سیاسی شخصیات میں جناب وارث پٹھان صاحب اور جناب امین پٹیل صاحب نے پروگرام میں شرکت کی۔

اسٹنٹ پولس کمشنر نے کہا کہ اے، ٹی، ایس اور پولس محکموں اور مسلم کمیونٹی کے درمیان کمیونیکیشن گیپ بڑھ گیا ہے جس کی وجہ سے غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں اس لئے یہ فاصلہ ختم کرنے کی ضرورت ہے، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر دنیا میں کسی بھی دھرم کا کوئی رہنما روادار نہیں تھا، عفوودرگذر تو آپ کی نمایاں صفات میں سے تھے۔ آپ نے دنیائے انسانیت کو اخلاق کا ایسا روشن عملی درس دیا جو اپنی مثال آپ ہے، کچھ لوگ اپنے مقاصد کے لئے جنتا میں تفریق پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں، ورنہ ہمارے بھارت میں رواداری و یکجہتی عام تھی اس کی اعلیٰ مثال یہ ہے کہ شیواجی مہاراج کے انتہائی اہم اور کلیدی عہدوں پر کئی مسلمان فائز تھے اور یہی معاملہ مسلم حکمرانوں کا بھی تھا۔ آج اس طرح کے پروگراموں کی بڑی اہمیت ہے اس کے ذریعہ محبت کا پیغام عام ہوتا ہے۔ علمائے کرام نے قرآن وسنت اور تاریخ اسلامی کے حوالے سے مسلمانوں کی رواداری، محبت، ایثار اور اعلیٰ اخلاق اور عدل وانصاف کے بہت سے روشن نمونے پیش کئے اور فرمایا کہ اسلام ظلم وزیادتی اور دہشت گردی کی ہر صورت کو حرام قرار دیتا ہے، اسلام میں دیگر

تہذیبوں کی طرح کوئی تناقض نہیں پایا جاتا کہ ایک طرف تو یہ شراب، جوا، اور زنا وغیرہ کی برائی بھی کرتی ہیں پھر ان چیزوں کو قانونی جواز بھی فراہم کرتی ہیں، اور ان کے لئے لائسنس جاری کئے جاتے ہیں۔ جبکہ اسلام جن چیزوں کو برا کہتا ہے اسے کلی طور پر ممنوع قرار دیتا ہے اور گناہوں کے اسباب پر بھی پابندی لگا دیتا ہے، اسلام نے خود ساختہ معیاروں پر اونچ نیچ اور چھوت چھات کا خاتمہ کر دیا ہے۔ اور معاشرے کے ظالمانہ معیاروں کو عدل وانصاف سے بدلنے میں اعلیٰ کارنامے انجام دیئے ہیں، اسلام نے مجرموں کو سخت سزائیں اس لئے دی ہیں تاکہ جرائم کا خاتمہ ہو اور امن وامان کا دور دورہ ہو۔ آج اسلام اور مسلمانوں کو اس لئے خاص طور پر نشانہ بنایا جا رہا ہے کیونکہ مسلمانوں پر ہر طرح کے ظلم وستم اور زیادتیوں کے باوجود اسلام دنیا کا سب سے زیادہ تیزی کے ساتھ پھیلنے والا مذہب ہے اسلام کی اخلاقی خوبیوں اور اعلیٰ انسانی اصولوں کی اس سے بڑھ کر کیا مثال ہوسکتی ہے کہ نسلیں گذر گئیں خود ہندوستانی غیر مسلموں کی ایک بھاری تعداد نے اسلامی تعلیمات سے متاثر ہوکر اسلام قبول کیا، آج انہیں کی نسلیں صدیوں سے مسلمان چلی آتی ہیں، اسلام کی رواداری میں کسی کلام کی گنجائش نہیں ہے البتہ مسلمانوں میں کمی یہ ہے کہ وہ غیر مسلموں میں اسلام کا صحیح تعارف کرانے میں بہت پیچھے ہوگئے ہیں اور مسلم معاشرہ میں کچھ ایسے عناصر بھی ہیں جو منفی اثر چھوڑتے ہیں اور داخلی طور پر مسلکی تعصب اور تقسیم اور اس کے پیچھے ہونے والی ناانصافیاں مسلم سماج کی کمزوریوں کی علامت ہیں جن سے دامن چھڑانا بہت ضروری ہے اور اس کے لئے مسلمانوں کو عقیدہ توحید میں واقع خلل اور قرآن وسنت سے روگردانی کی روش کو بدلنا ہوگا اور سماج ومعاشرے میں پھیلی ہوئی جہالت کا خاتمہ کرنا ہوگا۔ یہ حقیقت ہے کہ اسلام میں داعش جیسی تنظیموں اور ان کی وحشیانہ حرکتوں کی کوئی گنجائش نہیں ہے، اسلام ہر طرح کی دہشت گردی اور ظلم وزیادتی سے بری ہے۔ محفل ہال سامعین سے کھچا کھچ بھرا تھا نماز ظہر اور کھانے کے بعد پیام انسانیت کانفرنس جھولا میدان کی تیاری کے لئے مجلس برخاست کردی گئی۔

◆◆◆

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو ان جاہلی منتروں جیسی چیزوں سے منع کیا تو اس نے کہا: ایک روز میں باہر نکلی تو ایک شخص کی نگاہ میرے اوپر پڑ گئی چنانچہ میری جو آنکھ اس سے قریب تھی اس سے آنسو جاری ہوگئے۔ اب جب میں اس پر منتر پڑھتی ہوں تو آنسوؤں کا بہنا بند ہوجاتا ہے۔ اور جب چھوڑ دیتی ہوں تو دوبارہ آنسو بہنے لگتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عبداللہ بن مسعود نے ان سے فرمایا: یہ شیطان ہے جب تم اس کی اطاعت کرتی ہو تو وہ تمہیں چھوڑ دیتا ہے اور جب نافرمانی کرتی ہو تو اپنی انگلی سے تمہاری آنکھ میں کوچتا ہے لیکن اگر تم وہ کام کرتی جسے رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے تو زیادہ بہتر ہوتا اور اس سے توقع ہے کہ تم شفایاب ہوجاؤ گی، تم اپنی آنکھ میں پانی کا چھینٹا مارو اور یہ دعاء پڑھو: "**أذهب البأس رب الناس اشف أنت الشافی لا شفاء الا شفاؤک شفاء لا یغادر سقما**"۔ (اسے ابن ماجہ نے انھیں الفاظ کے ساتھ اور ابوداؤد نے مختصرا اور حاکم نے دونوں سے زیادہ اختصار کے ساتھ روایت کیا ہے)

شعر و ادب

عظمت حرمین

عبدالواحد انور یوسفی

مناد ہے حرمین کی عظمت کا مسلمان
ہے اس کے شرف اور سعادت کی یہ پہچان

مکہ میں ہوئی خانۂ اول کی جو تعمیر
عالم میں ہوئی اس کی پذیرائی و تشہیر
مرکز ہے عبادت کا وہ کہتا ہے یہ قرآن
مناد ہے حرمین کی عظمت کا مسلمان

مکہ ہے حرم ویسے مدینہ کی ہے تحریم
ہے امن واماں اور طمانیت و تعظیم
ماحول ہے پاکیزہ بڑا اور ہے ذیشان
مناد ہے حرمین کی عظمت کا مسلمان

ہیں دفن مدینے میں تو مکے میں ہے تولید
وہ جس کی رسالت پہ رسولوں کی ہے تائید
وہ ختم رسل خیر بشر حجت وبرہان
مناد ہے حرمین کی عظمت کا مسلمان

مکہ سے مدینہ سے عقیدت ہے بہت خوب
لازم ہے رکھے مرد مسلماں اسے محبوب
ہے مکہ مدینہ مثل لولو و مرجان
مناد ہے حرمین کی عظمت کا مسلمان

مبنی ہے مساوات پہ اسلام کی تعلیم
دشمن جو ہے وہ بھی تو اسے کرتا ہے تسلیم
ہے خادم حرمین یہاں وقت کا سلطان
مناد ہے حرمین کی عظمت کا مسلمان

حرمین سے اظہار عقیدت کی یہ تعریف
کیا خوب سجی ہے بہ بصد خوبی و تہذیب
جو عظمت حرمین سے منسوب ہے عنوان
مناد ہے حرمین کی عظمت کا مسلمان

انور رکھو حرمین کی عظمت کا سدا پاس
ہوں ارضِ مقدس میں تو اس کا رہے احساس
پل پل میں سعادت ہے کرم، فضل ہے فیضان
مناد ہے حرمین کی عظمت کا مسلمان

Special Issue "AL-JAMAAH" Mumbai
March-April 2016

صوبائی جمعیت کی سرگرمیاں

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی اپنے مقصد وجود اور مشن کی تکمیل میں بحمد للہ بساط بھر سرگرم عمل ہے اور خالص اسلام (کتاب وسنت) کی نشر واشاعت، دعوت الی اللہ، اصلاح نفوس، اصلاح ذات البین اور تعلیم وتربیت سے متعلق سرگرمیوں میں اپنا کردار نبھانے کی بھرپور سعی کررہی ہے۔ ذیل میں اس کی سرگرمیوں کا ایک خاکہ پیش کیا جارہا ہے۔

- ماہانہ تربیتی اجتماعات کا انعقاد۔
- جلسے اور کانفرنسیں۔
- انفرادی ملاقاتیں اور دعوتی دورے۔
- ہینڈبل، اشتہارات اور کتابوں کی اشاعت۔
- ہر ماہ الجماعہ کی اشاعت۔
- مفت کتابوں کی تقسیم۔
- مکاتب کا ماہانہ تعاون۔
- ضرورت مند افراد کا تعاون۔
- مصائب وحادثات سے دوچار پریشان حال لوگوں کا تعاون۔
- نزاعات کے تصفیہ کے سلسلے میں تگ ودو۔
- دعاۃ کی تربیت کا اہتمام وغیرہ۔

دینی وجماعتی شعور رکھنے والے تمام غیرت مند افراد سے دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ مذکورہ مشن کی تکمیل میں جمعیت کا بھرپور تعاون فرمائیں۔ جزاھم اللہ خیراً

Published by :
SUBAI JAMIAT AHLE HADEES, MUMBAI
14/15, Chuna Wala Compound, Opp. Best Bus Depot, L.B.S. Marg, Kurla (W), Mumbai - 70.
Phone : 02226520077 / Fax : 02226520066
email : ahlehadeesmumbai@gmail.com ◆ Website : www.ahlehadeesmumbai.org